لكنت انت المثاب و اغتمامك لانقطاع الثواب محمود ولا يدرى المسكين ان انقياده للحق وتسليمه الامر افضل واجزل ثوابا واعود عليه فى الآخرة من انفراده وليت شعرى لو اغتم عمر رضه بتصدى ابى بكر رضى الله عنهما للامامة اكان غمه محمودا او مذموما ولا يتريب ذو دين ان لو كان ذلك لكان مذموما لان انقياده للحق وتسليمه الامر الى من هو اصلح منه اعود عليه فى الدين من تكفله بمصالح الخلق مع ما فيه من الثواب الجزيل بل فرح عمر رضى الله عنه باستقلال من هو اولى منه بالامر فما بال العلماء لا يفرحون بمثل ذلك

نصیحت لیتے اور بہرہ یاب ہوتے تو اس کا ثواب تمہیں ہی پہنچتا۔ اور ثواب کے منقطع ہو جانے سے جو تمہیں غم ہو رہا ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے" بیچارہ اس بات کو نہیں جانتا کہ حق اور امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی افضل ہے اسی میں ثواب زیادہ ہے اور یہی آخرت میں فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ تم اکیلے ہی ہوتے"

اور سنئے! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت قبول کرنے سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مغموم ہوتے تو تم ہی کہو کہ ان کا یہ غم اچھا ہوتا یا برا؟ ہر ایک دیندار شخص بغیر شک و شبہ کے کہدیگا کہ اگر ایسا ہوتا تو واقعی یہ صورت بری ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے لئے حق کی اطاعت اور یہ منصب ایسے شخص کو سونپ دینا جو ان سے زیادہ صالح اور لائق تھے دین میں زیادہ فائدہ مند تھا بہ نسبت اس کے کہ خود مصالح مخلوق کے کفیل بنتے۔ اگرچہ اس صورت میں ثواب بھی بہت تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے کہ اس منصب پر ایسا شخص فائز ہوا ہے جو ان سے اس بارہ میں زیادہ بہتر اور مستحق ہے۔ بس آخر کیا وجہ ہے کہ علماء ان جیسی باتوں سے خوش نہیں ہوتے؟

الصدق قال الله تعالیٰ
رجال صدقوا ما عاهدوا
الله علیه وقال النبی صلی الله
صلی الله علیه وسلم ان
الصدق یهدی الی البر
والبر یهدی الی الجنة
وان الرجل یصدق حتی
یکتب عند الله صدیقا
وان الکذب یهدی الی
الفجور والفجور یهدی الی
النار وان الرجل یکذب
حتی یکتب عند الله کذابا
ویکفی فی فضیلة الصدق
ان الصدیق مشتق منه
والله تعالیٰ وصف الانبیاء
به فی معرض المدح والثناء
فقال واذکر فی الکتاب
ابراهیم انه کان صدیقا
نبیا وقال واذکر فی
الکتاب اسمعیل انه کان
صادق الوعد وکان رسولا
نبیا وقال تعالیٰ واذکر فی
الکتاب ادریس انه کان صدیقا
نبیا وقال ابن عباس اربع من
کن فیه فقد ربح

(سچائی کے بیان میں) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ (صحابہ) ایسے لوگ ہیں کہ سچ کر دکھایا جس بات
پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سچائی
نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت تک
پہنچا دیتی ہے۔ اور جو آدمی سچ بولتا رہتا ہے تو
وہ اللہ کے نزدیک صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے
اور جھوٹ بدکاری کا رستہ دکھاتا ہے اور بدکاری
دوزخ تک پہنچاتی ہے۔ اور جو آدمی جھوٹ بولا
کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک کذاب (جھوٹا)
لکھا جاتا ہے؛
اور صدق (سچائی) کی تعریف اور فضیلت
میں یہی کافی ہے کہ صدیق اسی سے مشتق ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کے ساتھ مدح و ثنا
کے موقع پر انبیاء علیہم السلام کا وصف بیان
فرمایا ہے؛

چنانچہ ارشاد ہے اور ذکر کرو کتاب میں
ابراہیم کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔ اور فرمایا
ہے اور ذکر کرو کتاب میں اسمٰعیل کا واقعی وہ
وعدے کے سچے تھے اور رسول و نبی تھے اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ذکر کرو کتاب میں ادریس
کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار چیزیں
جس انسان میں ہونگی تو وہ بڑے فائدہ میں ہے

الصدق والحياء وحسن الخلق والشكر قول حسبك في مدح الصدق انه اجعل في الآية الكريمة بعد درجة النبيين فوق الشهداء والصالحين قال الله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله وكفى بالله عليما - انتهى مختصرا من الاحياء - ولعل قلبك يختلج بعدم صحة بعض الاحاديث المروية في هذا الفصل فعليك بشرح الاحياء للزبيدي ثم اعلم ايها الموفق للخيرات زادك الله علما وعملا ان الاخلاص الذي هو بمنزلة الروح في الجسد في اعمالك البدنية والقلبية لا يكاد يتحقق الا بصحة معاملتك مع الله تعالى وصحة معاملتك موقوفة على العلم بهذا الفن الشريف

سچائی، حیاء، حسن خلق، اور شکر۔

میں کہتا ہوں کہ سچائی کی تعریف میں یہی کافی ہے کہ آیۃ کریمہ میں نبیین کے درجہ کے بعد اور شہداء اور صالحین کے اوپر صدیقین کا درجہ مندرج ہے چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ احیاء العلوم کا اختصار یہاں تک ختم ہو گیا۔

(نوٹ) شاید تمہارے دل میں یہ بات کھٹکے کہ جو احادیث اس فصل میں روایت کی گئی ہیں ان میں سے بعض صحت کے درجہ پر پوری نہیں اترتیں تو اس کے لئے تمہیں احیاء العلوم کی شرح مصنفہ زبیدی دیکھنی چاہیئے۔

اے عزیز! تمہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے جب نیکیوں کی توفیق دی ہے (اللہ تعالیٰ تمہارا علم و عمل اور زیادہ فرمائے) تم کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیئے کہ اخلاص (جس کو اعمال بدنیہ اور قلبیہ میں وہ درجہ حاصل ہے جو روح کو جسم میں ہے) اس وقت تک متحقق و مستحکم نہیں ہو سکتا جبتک کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ میں صدق و صحت نہ پیدا کی جائے اور اپنے معاملہ کی درستی اس فن

فها انا فتحت لك بابا من
هذا الفن منتخبا من
كتاب حكم الشيخ العارف
بالله احمد بن محمد بن عبد الكريم
بن عطاء الله الاسكندري لقي
نوّر الله ضريحه فانه لب لباب
هذا الفن .

فصل

قال رضي الله عنه من علامات
الاعتماد على العمل نقصان الرجاء
عند وجود الزلل . ارادتك
التجريد مع اقامة الله
اياك في الاسباب من
الشهوة الخفية وارادتك
الاسباب مع اقامة الله اياك في
التجريد انحطاط عن الهمة
العلية
ارح نفسك
من التدبير فما قام به
غيرك عنك لا تقوم
به لنفسك
اجتهادك فيما
ضمن لك
و
تقصيرك

شریف کے جاننے پر موقوف ہے اس لئے میں تمہارے سامنے اس فن کا ایک دروازہ کھولتا ہوں جس کو میں نے کتاب حِکَم مصنفہ عارف باللہ شیخ احمد بن محمد بن عبد الکریم بن عطاء اللہ اسکندری (اللہ تعالیٰ ان کے مزار کو منور فرمائے) سے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ کتاب مذکور اس فن کا لُبِّ لباب ہے؟

(فصل) شیخ ممدوح فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

(۱) لغزش اور معصیت صادر ہونے کے وقت عفو کی امید میں نقصان کا ہونا اپنے اعمال پسندیدہ پر اعتماد کی علامت ہے؟

(۲) اسباب دنیاوی سے تجرید اور قطع ظاہری کی تیری خواہش باوجودیکہ خداوند تعالیٰ شانہ نے تجھکو اسباب میں استقامت عطا فرمائی شہوت پنہانی ہے۔ اور تیرا اسباب کا پابند ہونا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو اسباب میں راسخ قدم کیا بلند ہمتی سے پستی کی طرف گرنا ہے؟

(۳) تدبیر کی تعب سے اپنے نفس کو راحت دے کیونکہ جو اللہ جل وعلا نے تیرے غیر پر مقدر کر کے تجھ سے اٹھا لیا ہے۔ اس کو تم اپنے نفس کے لئے نہیں اٹھا سکتے!

(۴) ان امور میں تیری کوشش کرنا جنکا وہ تیرے لئے کفیل ہو چکا ہے اور ان امور میں تیری کوتاہی

فیما طلب منک دلیل علی
انطماس البصیرة منک . لا
یکن تاخر امد العطاء مع
الالحاح فی الدعاء موجبا
لیأسک فضمن لک الاجابة
فیما یختاره لک لا فیما تختار
لنفسک و فی الوقت الذی
یرید لا فی الوقت الذی ترید
لا یشککنک فی الوعد عدم
وقوع الموعود و ان طلعت
الشمس من المغرب لئلا یکون
ذلک قدحا فی بصیرتک و
اخماد النور سریرتک . اذا فتح
لک وجهة من التعرف فلا تبال
معها ان قل عملک فانه ما فتح
لک الا و هو یرید ان یتعرف
الیک الم تعلم ان التعرف
هو مورده علیک و الاعمال
انت مهدیها الیه واین ما
تهدیه الیه

مما

هو مورده علیک
تنوعت اجناس الاعمال
لتنوع

کرنا جن کا وہ تجھ سے طالب ہے تیرے چراغِ عقل کے گُل ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) دعا میں گڑگڑانے کے باوجود عطا میں تاخیر کا ہونا تجھے قبولیت دعا سے کہیں مایوس نہ کر دے۔

(۶) کیونکہ وہ تیری اجابت کا اس امر میں کفیل ہوا ہے جسکو وہ خود تیرے لئے پسند فرماتا ہے نہ جسکو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس وقت کہ وہ چاہتا ہے نہ جس وقت کہ تُو چاہتا ہے!

(۷) اے بندہ! موعود کا باوجود وعدۂ الٰہی کے ظہور پذیر نہ ہونا تجھے شک میں نہ ڈالدے اگرچہ یہ تاخیر آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شک تیری عقل کی آنکھ پھوڑ دے اور چراغِ قلب کا نور بجھا دے!

(۸) جب حق تعالیٰ نے تیرے لئے اپنی معرفت کا کوئی دروازہ کھول دیا تو اس کے ہوتے ہوئے قلت عمل کی پرواہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرے لئے یہ دروازہ صرف اس لئے کھولا ہے کہ اپنی معرفت تجھے عطا کرے۔ کیا! تم نہیں جانتے کہ نعمت معرفت باری تعالیٰ تمہیں عطا کرتا ہے اور تم اعمال اس کی جناب میں پیشکش کرتے ہو اور تیرے ہدیہ کو باری تعالیٰ کی عطا سے بھلا کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(۹) اعمال کی جنسیں اس لئے مختلف اور متنوع پیدا ہوئی ہیں تاکہ ان پر مختلف اور متنوع

واردات الاحوال۔ الاعمال
صور قائمة وارواحها وجود
سر الاخلاص فيها۔ ادفن وجودك
في ارض الخمول فما نبت مما لم
يدفن لم يتم نتاجه۔ كيف
يشرق قلب صور الاكوان
منطبعة في مرآته ام كيف يرحل
الى الله وهو مكبل بشهواته
ام كيف يطمع ان يدخل
حضرة الله وهو لم يتطهر
من جنابة غفلاته ام كيف
يرجو ان يفهم دقائق الاسرار
وهو لم يتب من هفواته۔
الكون كله ظلمة وانما اناره
ظهور الحق فيه فمن رأى الكون
ولم يشهده الحق فيه او عنده
او قبله او بعده فقد اعوزه
وجود الانوار
وحجبت عنه
شموس المعارف
بسحب الآثار۔
مما يدلك على وجود قهره
سبحانه
ان حجبك عنه بما ليس

واردات الٰہیہ متفرع ہوسکیں؛

(۱۰) بندے کے اعمال صرف بیجان صورتیں ہیں۔ اور سرِ اخلاص کا وجود ان میں بمنزلہ روح ہے؛

(۱۱) اپنے وجود کو گمنامی کی زمین میں دفن کردے اس لئے کہ جو بیج بویا نہ گیا ہو وہ پھلتا نہیں؛

(۱۲) کیا قلب منور ہوسکتا ہے؟ درآنحالیکہ اغیار موجودات کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں۔ اور کیا وہ حضور الٰہی سے مشرف ہوسکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی شہواتِ نفسانیہ کی قید میں مقید ہے اور کیا وہ بارگاہِ الٰہی میں داخل ہونے کی امید کرسکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی اپنی غفلتوں کی ناپاکی سے پاک نہیں ہوا اور کیا دقائق اسرار کے سمجھنے کی توقع رکھتا ہے؟ درآنحالیکہ وہ ابھی اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آیا؛

(۱۳) موجوداتِ عالم سب کے سب تاریکیاں ہیں اور ان میں جو باریتعالیٰ کا ظہور ہوا ہے اسی نے انکو منور کر رکھا ہے تو جس کی نظر مخلوقات تک محدود ہے اور اس نے ان میں یا ان کے قریب یا ان سے پہلے یا ان کے بعد حق سبحانہ کا مشاہدہ نہ کیا تو اس کی نظر بصیرت وجود انوار کی جھلک سے محروم رہی، اور معارف کے آفتاب اس سے آثار کے بادلوں میں چھپ گئے؛

(۱۴) حق سبحانہ وتعالیٰ کا تجھکو اپنے مشاہدہ سے ایسی چیز کے ساتھ محجوب کرنا جو اس کے ساتھ

بموجود معه . یا عجبا
کیف یظهر الوجود فی العدم
ام کیف یثبت
الحادث مع من له وصف القدم
ما ترک من الجهل من اراد
ان یظهر فی الوقت غیر
ما اظهره
الله
احالتک الاعمال علی وجود
الفراغ
من رعونات النفوس
ما ارادت همة سالک ان
تقف عند ما کشف لها
الا ونادته هواتف الحقیقة
الذی تطلب امامک و ما
تبرجت ظواهر المکونات الا ونادتک
حقایقها انما نحن فتنة فلا تکفر
طلبک منه اتهام له
طلبک له
غیبة
منک عنه
وطلبک لغیره لقلة حیائک
منه
وطلبک

موجود نہیں۔ اس کے قہر اور غلبہ کی بڑی دلیل ہے۔

(۱۵) کس قدر عجیب بات ہے کہ عدم میں وجود ظاہر ہو جائے اور قدیم کے ساتھ حادث ثابت رہ سکے۔

(۱۶) جس نے یہ چاہا کہ حق تعالیٰ کے ظاہر کردہ امر کے سوا اس وقت میں کوئی دوسرا امر ظاہر ہوتا، تو اس نے اپنے جہل و نادانی میں کوئی دقیقہ بھی نہ چھوڑا۔

(۱۷) بجا آوریٔ اعمال کو وقت فرصت و فراغت کے لئے ٹالتے رہنا نفس کی چالوں میں سے ایک فریبانہ چال ہے۔

(۱۸) اثنائے سلوک میں کشف معارف و اسرار و ظہور انوار کے وقت سالک کی ہمت جب توقف اور ٹھیرنے کا ارادہ کرتی ہے تو حقیقت الامر سے پکار کر کہتی ہے کہ ابھی منزل مقصود آگے ہے جب مخلوقات ظاہری کا جمال ظاہر ہوتا ہے، تو ان کے حقایق چلا کر تجھ کو کہتے ہیں کہ ہم فتنہ اور آزمائش ہیں، ہم میں مبتلا ہو کر کفران مت کیجیو۔

(۱۹) حق سبحانہ سے تیرا کسی چیز کا طلب کرنا اس کی ذات پاک پر تہمت لگانا ہے گویا وہ تمہارے حال سے بے خبر ہے۔ اور تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں اور اس کا قرب و مشاہدہ طلب کرنا یہ اس سے تیرے غائب ہونے کی علامت ہے اور ما سوی اللہ کی طلب تیری بےحیائی پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ اغراض دنیویہ ہوں یا احوال و مقامات۔ اور اپنے مولا کے

من غيره لوجود تعلقه
منه

٢٠ ما من نفَسٍ تُبديه
الا وله قدر فيك
يمضيه .

٢١ لا تستغرب وقوع
الاكدار ما دمت
في هذه الدار
فما ابرزت
الا ما هو مستحق
وصفها
وواجب نعتها

٢٢ ما توقف مطلب انت
طالبه بربك وما تيسر
مطلب انت
طالبه بنفسك

٢٣ من علامات النجح في
النهايات الرجوع الى الله في
البدايات

٢٤ من اشرقت بدايته
اشرقت نهايته

٢٥ اهتدى الراحلون اليه
بانوار التوجه والواصلون
لهم انوار المواجهة

سوا دوسرے سے طلب کرنا اسکی بارگاہِ عالی سے بُعد اور دُوری کی وجہ سے ہے۔

(۲۰) تم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا جس میں تیرے پروردگار نے تجھپر کوئی حکم نافذ کیا ہو خواہ وہ از قبیل طاعت و معصیت ہو یا از باب نوازش و آزمائش ۔

(۲۱) جبتک کہ اس دار ناپائدار میں تجھکو رہنا ہے مصائب اور مکروہات کے وقوع کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھو اس لئے کہ پردۂ غیب سے وہی ظاہر ہوتا ہے اور اس عالم میں وہی افتاد پڑتی ہے کہ وہ بسبب حکمت بالغہ الٰہیہ مستحق توصیف اور قابل تعریف ہی ہوتی ہے۔

(۲۲) وہ مقصد کچھ دشوار نہیں جسکا تو اپنے پروردگار سے خواستگار ہوا اور وہ مطلب کچھ آسان نہیں جس کا تو اپنے نفس ہی کے بل بوتے پر طلبگار ہوا

(۲۳) ابتداء امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا ہونا انتہائی کار کی کامیابی اور فوز و فلاح کی علامت ہے۔

(۲۴) جس کی ابتدا روشن ہوتی ہے اُس کی انتہا بھی درخشان ہی ہوگی ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست ۔

(۲۵) راہِ الٰہی کے سالکوں نے انوارِ توجہ سے ہدایت پائی اور راستہ دیکھا اور واصلین بارگاہ ایزدی کیلئے مراجعہ کے انوار خود بخود حاصل ہیں۔

فالاولون للانوار وهؤلاء
الانوار لهم لانهم لله لا
لشيء دونه - تشوفك الى
مابطن فيك من العيوب
خير من تشوفك الى ما
حجب عنك من الغيوب
الحق ليس بمحجوب وانما
المحجوب انت عن النظر
اليه اذ لو حجبه شيء
لستره ما حجبه ولو كان
له ساتر لكان لوجوده
حاصر
وكل حاصر لشيء فهو
له قاهر وهو القاهر
فوق عباده . اخرج من
اوصاف بشريتك عن كل وصف
مناقض لعبوديتك لتكون
لنداء الحق مجيبا ومن
حضرته قريبا . اصل كل
معصية وغفلة وشهوة
الرضى عن النفس واصل
كل طاعة ويقظة وعفة
عدم الرضى منك عنها شعاع
البصيرة يشهدك قربه منك وعين

تو پہلی جماعت انوار ہی کے لئے ہوتی ہے، اور دوسری جماعت کیلئے ہی انوار ہوتے ہیں، اس لئے کہ گروہ اخیر اللہ ہی کے ہو رہتے ہیں اور ما سوا کے طوق غلامی سے آزاد ہوتے ہیں۔"

(۲۶) اپنے عیوب باطنی کی طرف تیرا نگاہ کرنا ان اشیاء کے حصول کی طرف نظر کرنے سے جو تجھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں زیادہ بہتر ہے۔"

(۲۷) حق جل وعلا حجاب میں نہیں ہے صرف تو اپنے نفسانی صفات کی وجہ سے اس کے مشاہدے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شئے اس کیلئے حجاب ہوتی تو اسکو ڈھانپ لیتی اور اگر اس کیلئے کوئی چیز ڈھانپنے والی ہوتی تو ضرور اسکے وجود کو احاطہ کرنیوالی اور روکنے والی ہوتی، کیونکہ ہر ایک احاطہ کرنیوالی چیز غالب ہی ہوتی ہے، حالانکہ حق جل وعلا سب پر غالب ہے۔"

(۲۸) اپنے بشری اوصاف میں سے ہر اس وصف سے جو تیری بندگی کے مخالف ہو باہر نکل تاکہ حق سبحانہ کی ندا اور بلاوے کی اجابت، اور اس کی بارگاہ اقدس کی قربت حاصل کرسکو۔"

(۲۹) ہر ایک معصیت، غفلت، اور شہوت کی بنیاد اپنے نفس سے رضامندی پر اور ہر ایک طاعت عفت اور ہوشیاری کی بنیاد اپنے نفس سے نارضامندی پر ہی مبنی ہے۔

(۳۰) بصیرت کی روشنی تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا مشاہدہ کراتی ہے اور عین الیقین تجھے اسکی محبت

البصيرة تشهدك
عدمك لوجوده وحق
البصيرة يشهدك وجوده
لا عدمك ولا وجودك
كان الله ولا شيء معه
وهو الآن على ما عليه كان
۳۱ لا تتعدّ نية همتك الى
غيره فالكريم لا تتخطاه
الآمال. ۳۲ لا ترفعن الى غيره
حاجة هو موردها عليك
وكيف يرفع غيره ما كان
هو له واضعا من لا يستطيع
ان يكون لها من غيره
رافعا. ۳۳ ان لم تحسن
ظنك به
لاجل وصفه
حسن ظنك
به
لوجود معاملته
معك فهل عودك الا
احسانا وهل اسدى
اليك الا امتنانا.
۳۴ العجب كل العجب من
يهرب مما لا انفكاك له عنه

ذاتیہ کے ارادہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ اور حق الیقین محض اس کے وجود کا مشاہدہ کراتا ہے جس میں تیرے وجود اور عدم سے قطع نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا!!

(۳۱) اے سالک! اپنے عزم ہمت کی باگ کو اپنے مولائے کریم سے ماسوا کی طرف نہ موڑ۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ تیری امیدوں کو رد نہیں فرمائیگا۔

(۳۲) اپنی حاجت روائی غیر سے طلب نہ کر۔ اس لئے کہ اس حاجت میں اسی (حق تعالیٰ) نے تمہیں مبتلا کیا ہے۔ اور غیر اس تکلیف کو اٹھا بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ اس کا رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہو۔ بھلا جو اپنے کشود کار کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ کس طرح غیر کی حاجت برلا سکتا ہے!!

(۳۳) اگر تم باریتعالیٰ کی نسبت اسکی صفات کمالیہ کی وجہ سے حسن ظن نہیں رکھتے تو تم اس خوش معاملگی کے سبب جو اسے تیرے ساتھ ہے اس کی نسبت حسن ظن پیدا کرو۔ کیا احسانات کے علاوہ اس نے تیرے ساتھ کوئی اور سلوک بھی روا رکھا ہے؟ اور فضل وکرم کے سوا بھی اس نے کچھ تیرے نازل فرمایا ہے؟!!

(۳۴) کس قدر حیرت افزا بات ہے کہ انسان اس سے بھاگتا ہے جس سے اس کو جدائی نہیں

له عنه ويطلب ما لا بقاء له معه فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور

(۳۵) لا ترحل من كون الى كون فتكون كحمار الرحى يسير والذي ارتحل اليه هو الذي ارتحل عنه ولكن ارحل من الاكوان الى المكون وان الى ربك المنتهى.

(۳۶) لا تصحب من لا ينهضك حاله ولا يدلك على الله مقاله

(۳۷) ما قل عمل برز من قلب زاهد ولا كثر عمل برز من قلب راغب

(۳۸) لا تترك الذكر لعدم حضورك مع الله فيه لان غفلتك عن وجود ذكره اشد من غفلتك مع وجود ذكره فعسى

اور جس سے کسی طرح وہ چھٹکارا نہیں پا سکتا اور اس کو طلب کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی طرح بقا اور وفا نہیں رکھتا۔ اسکی ظاہری آنکھیں کچھ اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھا اور بے بصیرت ہے جو سینے میں ہے"

(۳۵) مخلوق سے مخلوق تک (یعنی اثر سے اثر تک) سفر نکر اس صورت میں تم تیلی کے بیل کی طرح ہو گے کہ جہاں پر اس کے چلنے کی انتہا ہوتی ہے وہی مقام اس کے چلنے کی ابتدا کا ہوتا ہے بلکہ تمپر لازم ہے کہ مخلوق سے خالق کی طرف (اثر سے مؤثر تک) سفر کرو کہ بیشک منتہائے سفر بارگاہ الٰہی تک ہے"

(۳۶) ایسے شخص کی ہمنشینی اور رفاقت اختیار نہ کرو کہ جسکا حال تم کو حق تعالیٰ کی محبت کیطرف آمادہ نہ کرے، اور جسکا کلام (وقال) باریتعالیٰ کی طاعت پر تجھکو برانگیختہ نہ کرے"

(۳۷) اس عمل کو کم نہ سمجھنا چاہیے جو تارک الدنیا قلب سے ظاہر ہوتا ہے اور اس عمل کو زیادہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جو حریص الدنیا دل سے سرزد ہوتا ہے"

(۳۸) ذکر میں حضور الٰہی نہ ہونے کے سبب سے ذکر کو نہ چھوڑنا چاہیے اس لئے کہ ذکر سے غافل رہنا زیادہ مضر ہے بہ نسبت اسکے کہ ذکر کیا جاوے لیکن اس میں حضور نہ ہو، بلکہ اس صورت میں امید ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے مرتبہ کو ذکر بے حضور سے بڑھا کر ذکر

یرفعك من ذکر مع وجود
غفلة الی ذکر مع وجود
یقظة ومن ذکر مع
وجود یقظة الی ذکر مع
وجود حضور ومن ذکر مع
وجود حضور الی ذکر مع غیبة
عما سوی المذکور وما ذلك
علی الله بعزیز۔ (۳۹) من علامات
موت القلب عدم الحزن علی
ما فاتك من الموافقات وترك
الندم علی ما فعلته من وجود
الزلات۔ (۴۰) لا یعظم الذنب
عندك عظمة تصدك عن
حسن الظن بالله تعالیٰ فان
من عرف ربه استصغر فی جنب
کرمه ذنبه۔ (۴۱) لا صغیرة اذا
قابلك عدله ولا کبیرة اذا
واجهك فضله۔ (۴۲) النور
جند القلوب کما ان الظلمة
جند النفس فاذا اراد الله
ان ینصر عبده امده بجنود الانوار
وقطع عنه مدد الظلم والاغیار
(۴۳) لا تفرحك الطاعة لانها
برزت منك۔

بیداری (جس میں غفلت نہ ہو) تک پہونچا دے اور ذکر
بیداری سے ذکر حضور تک اور ذکر حضور سے اُس ذکر
تک تمہارا رتبہ بلند فرمائے جس میں کل ماسوی اللہ
چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ صورت
اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

(۳۹) طاعات وحسنات کے فوت ہو جانے پر غم
نہ ہونا، اور معاصی اور سیئات کے واقع ہونے پر
پشیمانی کا نہ ہونا۔ موت قلب کی علامت ہے۔

(۴۰) کوئی گناہ تیرے خیال میں اتنا بڑا نہ
ہونا چاہیے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے
سے روک دے اور اسکی رحمت اور فضل سے مایوس
کردے۔ اس لئے کہ جس نے اپنے رحیم وکریم پروردگار
کو پہچانا، اسنے اپنے گناہوں کو اس کے عفو وکرم
کے مقابلہ میں صغیر وحقیر جانا۔

(۴۱) اگر اس کے عدل وانصاف سے معاملہ
ہوا تو کوئی گناہ بھی صغیرہ نہیں اور اگر اس کے رحم
وکرم سے سامنا ہوا تو کوئی گناہ بھی کبیرہ نہیں۔

(۴۲) انوار معرفت قلب سالک کے لشکر ہیں جیسے
کہ غفلت کی تاریکیاں نفس کی فوجیں ہیں جب
الطاف الٰہی اپنے بندہ کی مدد کا ارادہ کرتے ہیں تو
انوار معرفت کے لشکر سے کمک پہونچاتے ہیں اور
اغیار اور تاریکیوں کے دستبرد سے اُسے بچا لیتے ہیں۔

(۴۳) طاعت پر اس اعتبار سے نہ اترانا چاہیے
کہ وہ تجھ سے (تیرے اختیار سے) ظاہر ہوئی ہے بلکہ

وافرح بها لانها برزت
من الله اليك قل
بفضل الله وبرحمته
فبذلك فليفرحوا۔
ما بسقت اغصان
ذل الا على بذر طمع
انت حر مما انت
عنه آيس وعبد لما
انت له طامع۔ من
لم يقبل على الله
بملاطفات الاحسان
قيد اليه بسلاسل
الامتحان۔ من لم
يشكر النعم فقد
تعرض لزوالها ومن
شكرها فقد قيدها
بعقالها۔ خف من
وجود احسانه اليك و
دوام اساتك معه ان
يكون ذلك استدراجا
لك سنستدرجهم من
حيث لا يعلمون۔ اذا
رايت عبدا اقامه الله تعالى
بوجود الاوراد وادامه عليها

اس معنی کر کے خوش ہونا چاہیئے کہ یہ طاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کی توفیق دہی سے) عمل میں آئی ہے۔ کہدو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں" آیہ

(۴۴) ذلت کی شاخیں طمع کے بیج سے ہی پھوٹ کر بڑھتی اور پھیلتی ہیں۔

(۴۵) جس چیز سے تو نا امید ہے اس سے آزاد ہے۔ اور جسکا تو طامع ہے اُسکا بندہ ہے۔

(۴۶) جس نے اپنے پروردگار کی طرف سے اس کے الطاف اور احسانات کی وجہ سے رخ نہیں کیا تو وہ آزمائش کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے کھینچا گیا۔

(۴۷) جو نعمتوں کا شکر بجا نہ لایا۔ وہ اُن کے زوال کے درپے ہوا۔ اور جس نے شکرگزاری کی تو گویا اس نے نعمتوں کو مضبوط شکیل میں باندھ لیا

(۴۸) رب تعالیٰ کے احسان اور اپنی دائمی برائیوں سے ڈرنا چاہیئے کہ مبادا یہ تمہارے لئے استدراج (ڈھیل) کی صورت ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم آہستہ آہستہ پکڑینگے ان کو جہاں سے وہ نہ جانینگے" آیۃ۔

(۴۹) جب تم کسی کو دیکھو کہ توفیق الٰہی نے اس کو اوراد کا پابند خوگر بنایا ہے تو اس عطائے الٰہی کو اس لئے نہ سمجھو کہ تم اسیر عارفین

مع طول الامداد فلا تستحقرن ما منحه مولاه. لانك لم تر عليه سيما العارفين ولا بهجة المحبين فلولا وارد ما ورد - (٥٠) قوم اقامهم الحق لخدمته وقوم اختصهم بمحبته كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا - (٥١) قلما تكون الواردات الالهية الا بغتة لئلا يدعيها العباد بوجود الاستعداد - (٥٢) من رايته مجيبا عن كل ما سئل ومعبرا عن كل ما شهد وذاكرا كل ما علم فاستدل بذلك على وجود جهله - (٥٣) انما جعل الله الآخرة محلا لجزاء عباده المؤمنين لان هذه الدار لا تسع ما يريد ان يعطيهم ولانه اجل اقدارهم عن ان يجازيهم في دار لا بقاء لها (٥٤) من وجد ثمرة عمله عاجلا فهو دليل على وجود القبول آجلا - (٥٥) اذا اردت ان تعرف قدرك عنده

کی علامت اور واصلین کی نورانیت نہیں دیکھ رہے ہو۔ اگر تجلیات الٰہی کا اس پر ورود نہ ہوتا تو ورد کی مداومت اور یہ استقامت بھی نہ ہوتی -

(۵۰) باریتعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کو اپنی طاعت اور خدمت کے لئے مقرر فرمایا اور ایک جماعت کو اپنی محبت کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ان کو اور ان کو (غرضیکہ سب کو) تمہارے رب کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور تیرے رب کی عطا بند نہیں:" آیہ

(۵۱) واردات الٰہیہ بسا اوقات اس لئے اچانک پیش آجاتے ہیں۔ تاکہ بندے اپنی قابلیت اور استعداد کی وجہ سے کہیں ان کے مدعی نہ بن بیٹھیں!

(۵۲) جس کو تو ہر سوال کا جواب دینے والا ہر مشاہدہ کا ظاہر کرنے والا اور ہر علم کا بیان کرنیوالا دیکھے تو ان باتوں سے اس کا جہل سمجھ لو!

(۵۳) صرف دار آخرت کو ہی اپنے مومن بندوں کے اعمال کیلئے محل جزا مقرر فرمایا۔ ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ ان کو دینا چاہتا ہے یہ دار دنیا اس کو سما نہیں سکتی - دوسرے یہ کہ دار بے بقا میں بدلہ دینے سے ان کی قدر و مرتبہ کو برتر و بلند ٹھیرایا!

(۵۴) جس نے اپنے عمل کا ثمرہ دنیا میں پالیا تو یہ اس کے آخرت میں قبول ہونے کی دلیل ہے!

(۵۵) اگر تم باریتعالیٰ کے نزدیک اپنی قدر و

فانظر فيما ذا يقيمك .
٥٦ من رزقك الطاعة و
الغنى به عنها فاعلم انه
قد اسبغ عليك نعمه
ظاهرة و باطنة . ٥٧ خير
ما تطلبه منه ما هو طالبه
منك . ٥٨ الحزن على فقدان
الطاعة مع عدم النهوض
اليها من علامات الاغترار
٥٩ ما العارف من اذا
اشار وجد الحق اقرب
اليه من اشارته بل
العارف من لا اشارة له
لفنائه في وجوده و
انطوائه في شهوده .
٦٠ الرجاء ما قارنه العمل
والا فهو امنية .
٦١ مطلب العارفين من
الله تعالى
الصدق في العبودية
والقيام
بحقوق الربوبية
٦٢ بسطك كي لا يبقيك
مع القبض

منزلت معلوم کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ اس نے تمہیں کس
کام میں لگا رکھا ہے۔

(۵۶) جب تجھکو اس نے اپنی طاعت کی توفیق
کے ساتھ اسوا سے مستغنی کر دیا تو سمجھ لو کہ تجھکو اپنی
اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

(۵۷) ان سب چیزوں میں بہترین جو تم اپنے مولا
سے طلب کرتے ہو وہ چیز ہے جسکا کہ وہ خود تجھ سے
طالب ہے (یعنی عبودیت پر استقامت)۔

(۵۸) طاعت بجا نہ لانے پر غمگین ہونا اور
باوصف اس غم کے پھر طاعت کے لئے نہ اٹھنا دھوکے
میں پڑے ہونے کی علامت ہے۔

(۵۹) عارف وہ نہیں ہے کہ جب اپنی ذات کی
طرف اشارہ کرے تو حق تعالی کو اپنی طرف اپنے
اشارہ سے بھی قریب تر پائے۔ بلکہ عارف حقیقی وہ
ہے کہ جو حق تعالی کے وجود میں فنا اور اس کے مشاہدہ
میں محو ہو کر اپنے اشارہ ہی سے بے نیاز و بے خبر
ہو جائے۔

(۶۰) امید در اصل وہی ہے جو اعمال پسندیدہ
کے ساتھ مقرون ہو عمل صالح کے سوا محض رضا (امید)
آرزو ہی بیجا ہے۔

(۶۱) عارفین کا اللہ تعالی سے بہترین مقصد یہ
ہے کہ عبودیت میں سچائی اور حقوق الہی کی پوری بجا
آوری ہو۔

(۶۲) بسط تجھپر اس وجہ سے فرمایا کہ قبض ہی میں

وقبضك کی لا یترکك
مع البسط واخرجك عنهما
کی لا تکون لشئ دونه
العارفون اذا بسطوا اخوف
منهم اذا قبضوا ولا یقف
علی حدود الادب فی
البسط الا قلیل۔ البسط
تاخذ النفس منه حظها
بوجود الفرح والقبض
لا حظ للنفس فیه۔ الاکوان
ظاهرها غرة وباطنها
عبرة فالنفس تنظر الی
ظاهر غرتها والقلب ینظر
الی باطن عبرتها۔ ان
اردت ان تکون لك عز
لا یفنی فلا تستعزن بعز یفنی
الطی الحقیقی ان تطوی
مسافة الدنیا عنك
حتی تری الآخرة
اقرب الیك
منك
العطاء من الخلق حرمان
والمنع من الله
احسان

نہ رہ جاؤ۔ اور قبض اس وجہ سے کیا کہ بسط ہی کے نہ ہو جاؤ۔ اور دونوں سے تجھکو اس لئے نکالا کہ تو سوائے اپنے مولیٰ کے کسی کا نہ ہو۔

(۶۳) عارفین حالتِ قبض کی نسبت حالت بسط سے زیادہ خائف رہتے ہیں۔ اسلئے کہ حالت بسط میں بہت ہی کم لوگ حدودِ ادب پر ٹھیر سکتے ہیں۔

(۶۴) بسط کی حالت میں نفس سرور کے ہونے سے اپنا حصہ لے لیتا ہے اور قبض کی حالت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(۶۵) کائناتِ عالم کا ظاہر فریب سے آراستہ ہے۔ اور اسکا باطن عبرت سے معمور ہے۔ پس نفس کی نظر اس کے فریبِ ظاہر ہی تک محدود ہوتی ہے اور قلب کی نگاہ اس کے باطنی مواقع عبرت ہی پر پڑتی ہے۔

(۶۶) اگر عزت دائمی کے خواہاں ہو تو عزت فانی کی طلب میں نہ پڑو۔

(۶۷) طی حقیقی (جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کرامت فرماتا ہے) یہ ہے کہ تو دنیا کی مسافت کو اپنی نظر بصیرت سے یہاں تک لپیٹ دے کہ تجھے آخرت اپنے وجود سے بھی قریب تر نظر آنے لگے

(۶۸) مخلوق کی داد و دہش فی الحقیقت حرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا نہ دینا بھی تیرے لئے اسکا احسان ہے۔

(۶۹) جل ربنا ان يعامله العبد نقدا فيجازيه نسيئة۔ (۷۰) كفى من جزائه اياك على الطاعة ان رضيك لها اهلا۔ (۷۱) من عبده لشيء يرجوه منه او ليدفع بطاعته ورود العقوبة عنه فما قام بحق اوصافه (۷۲) متى اعطاك اشهدك بره ومتى منعك اشهدك قهره فهو في كل ذلك متعرف اليك ومقبل بوجود لطفه عليك۔ (۷۳) معصية اورثت ذلا وافتقارا خير من طاعة اورثت عزا واستكبارا (۷۴) متى اوحشك من خلقه فاعلم انه يريد ان يفتح لك باب الانس به (۷۵) متى اطلق لسانك بالطلب فاعلم انه يريد ان يعطيك (۷۶) العارف لا يزول اضطراره

(۶۹) ہمارے پروردگار کی شان اس سے برتر وبالا ہے کہ بندہ تو اس کے ساتھ (اپنی طاعتوں سے) نقد کا معاملہ کرے اور وہ اسکا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔

(۷۰) طاعت پر دنیا میں تجھکو یہی بدلہ کافی ہے کہ تجھے اس نے طاعت کی توفیق دی اور اس کا اہل بنایا۔

(۷۱) جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت حصول ثواب یا دفع عقاب و عذاب کیلئے کی تو گویا اس نے حق جل و علا کی صفات کمال و عظمت و جلال کا اندازہ نہیں کیا نہ انکا حق بجا لایا۔

(۷۲) جب وہ تمہیں دیتا ہے تو یہ اس کے جود و کرم کی یاد دہانی ہوتی ہے اور جب نہیں دیتا تو اپنے قہر و غلبہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ دونوں صورتوں میں تجھکو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہے۔

(۷۳) جس معصیت سے مولیٰ جل و علا کے سامنے ذلت و افتقار پیدا ہو۔ وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو نخوت اور تکبر پیدا کرے۔

(۷۴) جب باریتعالیٰ نے تجھے ماسوا سے متوحش اور دل برداشتہ کر دیا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تیرے لئے اپنے ساتھ وابستگی اور انس کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے۔

(۷۵) جب اس نے تیری زبان کو طلب کرنے کے لئے قوتِ گویائی عطا کی۔ تو یقین جان کہ وہ تجھے دینا بھی چاہتا ہے۔

(۷۶) عارف وہ ہے جسکی بیقراری کبھی زائل نہ ہو

وَلَا یَکُوْنُ مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ قَرَارُہٗ۔ مَنْ ظَنَّ انْفِکَاکَ لُطْفِہٖ عَنْ قَدَرِہٖ فَذٰلِکَ لِقُصُوْرِ نَظَرِہٖ۔ سُبْحَانَ مَنْ سَتَرَ سِرَّ الْخُصُوْصِیَّۃِ بِظُہُوْرِ الْبَشَرِیَّۃِ وَظَہَرَ بِعَظَمَۃِ الرُّبُوْبِیَّۃِ فِیْ اِظْہَارِ الْعُبُوْدِیَّۃِ لَا تُطَالِبْ رَبَّکَ بِتَاخِیْرِ مَطْلَبِکَ وَلٰکِنْ طَالِبْ نَفْسَکَ بِتَاخِیْرِ اَدَبِکَ۔ مَتٰی جَعَلَکَ فِی الظَّاہِرِ مُمْتَثِلًا لِاَمْرِہٖ وَرَزَقَکَ فِی الْبَاطِنِ الْاِسْتِسْلَامَ بِقَدَرِہٖ فَقَدْ اَعْظَمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْغَافِلُ اِذَا اَصْبَحَ یَنْظُرُ مَاذَا یَفْعَلُ وَالْعَاقِلُ یَنْظُرُ مَاذَا یُفْعَلُ بِہٖ اِنَّمَا یَسْتَوْحِشُ الْعُبَّادُ وَالزُّہَّادُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ لِغَیْبَتِہِمْ عَنِ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَلَوْ شَہِدُوْہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَمْ یَسْتَوْحِشُوْا مِنْ شَیْءٍ۔ اَمَرَکَ فِیْ ہٰذِہِ الدَّارِ بِالنَّظَرِ

اور ماسوی اللہ کے ساتھ اسے کبھی قرار حاصل نہ ہو؛

(۷۷) جس نے یہ گمان کیا کہ مصائب اور تکالیف مقدرہ میں اس کے الطاف کا سایہ انسان کے سر سے اٹھ جاتا ہے۔ تو یہ اس کی نظر عقل کا قصور ہے؛

(۷۸) پاک ہے وہ ذات جس نے معارف اور اسرار الٰہیہ خاصہ کو اوصاف بشریت کے ظہور کے پردہ میں چھپایا۔ اور اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے بندوں کے لئے ان کی عبودیت کے آثار ظاہر کر کے ظاہر فرمایا؛

(۷۹) مقصد کے حصول میں تاخیر واقع ہونے سے اپنے پروردگار پر اعتراض و مطالبہ نہ کر۔ بلکہ آداب دعا کے بجا نہ لانے پر اپنے نفس سے باز پرس کر؛

(۸۰) جب تجھکو ظاہر میں اس نے اپنے حکم (شرع شریف) کا فرمانبردار بنایا اور باطن میں اپنی مقدرات کی تسلیم کی تجھے توفیق بخشی۔ تو تجھ پر اس نے بہت بڑا احسان فرمایا؛

(۸۱) جب صبح ہوتی ہے تو غافل سوچتا ہے کہ آج میں کیا کرونگا اور دانشمند اس فکر میں غلطان رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا کریگا؛

(۸۲) عابد اور زاہد ہر اس چیز سے جو خلاف طبع ہو وحشت اور نفرت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ہر ایک شے میں حضور الٰہی سے محجوب ہوتے ہیں اگر وہ ہر چیز میں اسی کا جلوہ دیکھ لیتے تو کسی چیز سے متنفر و متوحش نہ ہوتے؛

(۸۳) اسی دنیا میں تجھے اس نے اپنی مخلوقات

فی مکوناته و سیکشف
لك فی تلك الدار عن
کمال ذاته. علم منك
انك لا تصبر عنه فاشهدك
ما برز منه. لما علم
الحق منك وجود الملل
لون لك الطاعات و
علم ما فیك من وجود الشره
فحجرها علیك فی بعض
الاوقات لیکون همك
اقامة الصلوٰة لا وجود
الصلاة فما کل مصل
مقیم. الصلوٰة طهرة
للقلوب من ادناس
الذنوب. واستفتاح
لباب الغیوب الصلوٰة
محل المناجات ومعدن
المصافات تتسع فیها
میادین الاسرار وتشرق
فیها شوارق الانوار علم
وجود الضعف منك
فقلل اعدادها وعلم
احتیاجك الی فضله
فکثر امدادها

میں نظر اعتبار سے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے اور عنقریب اپنی ذات کاملہ آخرت میں تجھ پر عیاں کر دیگا۔"

(۱۰۴) حق تعالیٰ نے جانا ہے کہ تم اس کے مشاہدہ کے بغیر صبر نہیں کر سکتے۔ اس لئے اپنے آثار قدرت کا تمہیں جلوہ دکھایا۔"

(۱۰۵) جب حق جل وعلا نے عبادت سے تیری ملالت وگرانی دیکھی تو رنگ برنگ کی عبادتیں تیرے لئے مقرر فرمائیں اور جب عبادت پر تیری حرص دیکھی تو ان کو اوقات مخصوصہ میں محدود کر دیا۔ اس لئے کہ تیرا قصد کامل نماز ادا کرنیکا ہو نہ محض صورت نماز۔ کیونکہ ہر ایک نماز پڑھنے والا کامل نماز ادا کرنیوالا نہیں ہوتا ہے۔"

(۱۰۶) نماز فی الحقیقت معاصی کے میل کچیل سے دلوں کو پاک کرنے والی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے۔"

(۱۰۷) نماز سرگوشی کا محل اور محبت و خلوص کی منزل ہے۔ اسرار کی فضائیں قلب کے لئے اسمیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں۔"

(۱۰۸) تیرا ضعف و ناتوانی معلوم کر کے نماز کی تعداد گھٹا دی اور فضل خداوندی کا محتاج جان کر اس کا ثواب بڑھا دیا (یعنی پچاس سے پانچ کر دیں اور پچاس کا ثواب پانچ ہی میں دیدیا)"

۸۹ متى طلبت عوضا على عمل طولبت بوجود الصدق فيه ويكفى المريب وجدان السلامة۔

۹۰ لا تطلب عوضا على عمل لست له فاعلا يكفى من الجزاء لك على العمل ان كان له قابلا۔

۹۱ اذا اراد ان يظهر فضله عليك خلق ونسب اليك

۹۲ لا نهاية لمذامك ان ارجعك اليك ولا تفرغ مدائحك ان اظهر جوده عليك۔

۹۳ كن باوصاف ربوبيته متعلقا وباوصاف عبوديتك متحققا۔

۹۴ منعك ان تدعى ما ليس لك مما للمخلوقين افيبيح لك ان تدعى وصفه وهو رب العلمين

۹۵ كيف تخرق لك العوائد وانت لم تخرق

(۸۹) جب تم کسی عمل پر عوض کے خواہاں ہوگے تو تم سے اس میں صدق و اخلاص کا مطالبہ ہوگا اور اخلاص کے ہونے میں تو متردد ہی ہوگا۔ اور متردد کو اپنے اس ناکارہ عمل کی عقوبت میں جزاو مواخذہ خداوندی سے سلامت رہنا ہی غنیمت ہے!

(۹۰) اپنے کسی عمل پر جس کے در اصل تم فاعل ہی نہیں ہو عوض کے طلبگار مت ہو۔ ایسے عمل پر تجھکو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو اس نے قبول فرما لیا اور اس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا۔

(۹۱) جب اپنا فضل و احسان تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کسی نیک عمل کی تمہیں توفیق دیکر اس کو تیری طرف منسوب کردیتا ہے۔

(۹۲) اگر اس نے تجھے تیرے اعمال ہی کی طرف لوٹا دیا تو تمہاری برائیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور اگر اپنا جود و کرم تجھپر ظاہر فرمایا تو پھر تیری خوبیوں کی کوئی حد نہ ہوگی!

(۹۳) اس کے اوصاف ربوبیت کے ساتھ متعلق اور اپنے اوصاف عبودیت کے ساتھ متحقق ہوجاؤ۔

(۹۴) مخلوق کی مملوکہ چیزوں پر تمہیں دعوے کرنے سے جب اس نے روک دیا ہے تو کیا تمہیں جائز ہو سکتا ہے کہ تم اس کی کسی صفت پر دعویٰ کرو۔ حالانکہ وہ رب العلمین ہے؟

(۹۵) تجھ سے خارق عادات کیونکر ظاہر کئے جائیں۔ حالانکہ تم نے ابھی تک اپنی نفسانی عادتوں

من نفقت العوائد۔
٩٦ ما الشان وجود الطلب
انما الشان ان ترزق
حسن الادب۔ ٩٧ ما طلب
لك شئ مثل الاضطرار
ولا اسرع بالمواهب اليك
مثل الذلة والافتقار۔
٩٨ لو انك لا تصل اليه الا
بعد فناء مساويك و
محو دعاويك لم تصل اليه
ابدا ولكن اذا اراد
ان يوصلك اليه غطى
وصفك بوصفه ونعتك
بنعته فوصلك اليه
بما منه اليك لا بما منك
اليه۔ ٩٩ لولا جميل ستره
لم يكن عمل اهلا للقبول
١٠٠ انت الى حلمه اذا اطعته
احوج منك
الى حلمه
اذا عصيته ۔ ١٠١ الستر
على قسمين
ستر
عن المعصية

تک کو چھوڑا ہی نہیں۔"

(۹۶) اپنے مولیٰ سے دعا وسوال کرنے میں کیا خوبی ہے۔ خوبی تو اس میں ہے کہ سوال میں حسن ادب کے طریقہ کو تم ملحوظ رکھو۔"

(۹۷) تیرے اضطرار و بیقراری سے زیادہ اسے کوئی چیز مطلوب نہیں اور تیری ذلت و احتیاج کے برابر مواہب الہی کو تیری طرف جلد لانے والی کوئی چیز نہیں۔"

(۹۸) اگر یہ ہوتا کہ تو اس تک بجز اپنی خرابیوں کے نیست کرنے اور دعووں کے مٹانے کے کسی طرح نہیں پہونچ سکتا۔ تو تم کبھی اس تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن جب اس نے تجھکو اپنے تک پہونچانا چاہا تو تیرے وصف کو اپنے وصف کے آغوش میں چھپایا اور تیری نعت کو اپنی نعت کے پردہ میں ڈھانکا پس تجھکو ان الطاف کی وجہ سے جو اسکی طرف سے تیری جانب متوجہ ہوئے نہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیری طرف سے اس بارگاہ میں پیش ہوئے اس نے اپنے تک پہنچایا۔"

(۹۹) اگر اس کی خوش آئند پردہ پوشی نہ ہوتی تو کوئی عمل لائق قبولیت نہ ہوتا۔"

(۱۰۰) گناہ و نافرمانی کی صورت میں جسقدر تم حلم خداوندی کے محتاج ہو اس سے زیادہ بندگی اور طاعت کی حالت میں اسی کے حلم کی تمکو ضرورت ہے۔"

(۱۰۱) پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہ کے

وسترفيهما فالعامة يطلبون من الله الستر فيها خشية سقوط مرتبتهم عند الخلق والخاصة يطلبون من الله تعالى الستر عنها خشية سقوطهم من نظر الملك الحق۔

(۱۰۲) من اكرمك انما اكرم فيك جميل ستره فالحمد لمن سترك ليس الحمد لمن اكرمك وشكرك۔

(۱۰۳) لو اشرق لك نور اليقين لرأيت الآخرة اقرب اليك من ان ترحل اليها ولرأيت محاسن الدنيا قد ظهرت كسفة الفناء عليها۔

(۱۰۴) ما حجبك عن الله وجود موجود معه ولكن حجبك عنه توهم موجود معه۔

(۱۰۵) اباح لك ان تنظر ما في المكونات وما اذن لك ان

صدور ہی سے پردہ پوشی، دوسرے گناہ واقع ہو چکنے بعد مخلوق سے پردہ پوشی۔ عوام تو اس وجہ سے کہ خلق کی نظروں میں ان کا مرتبہ نہ گر جائے گناہ کے بعد پردہ پوشی کے طلبگار رہیں۔ اور خواص اس لئے کہ اپنے حقیقی مالک جل وعلا کی نظر لطف سے نہ گر جائیں گناہ کے واقع ہوتے ہی سے پردہ پوشی کے اللہ تعالیٰ سے طلبگار رہتے ہیں۔

(۱۰۲) جس نے تیری تعظیم وتکریم کی درحقیقت اس نے تیری تعظیم وتکریم نہیں کی بلکہ اس نے تیرے مولائے حقیقی کی پردہ پوشی کی تعظیم وتکریم کی ہے (کہ اس نے تیرے عیوب کو چھپا دیا) تو تیری حمد وثنا کا مستحق تیرا مولائے پردہ پوش ہے نہ تیرا تعظیم وتکریم کرنیوالا شخص۔

(۱۰۳) اگر نور یقین تجھ پر روشن ہو جاتا تو آخرت کو اپنے نفس سے اس قدر قریب پاتے کہ اس کی طرف کوچ ہی نہیں کر سکتے اور دنیا کی نعمتیں اس حال میں دیکھتے کہ ان پر فنا کے گھن چھا گئے ہیں۔

(۱۰۴) تمہیں اللہ تعالیٰ سے کسی موجود کے وجود نے محجوب نہیں کیا ہے۔ لیکن تمہیں اس توہم نے کہ اس کے ساتھ کوئی موجود ہے اس ذات سے محجوب کر رکھا ہے۔

(۱۰۵) مخلوقات میں مشاہدۂ جمال حق کو تیرے لئے مباح فرمایا اور خود ذات مخلوقات کے مشاہدہ پر توقف کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے جس میں تیرے فہم کا دروازہ کھولدیا

تقف عند ذوات المکونات
قل انظروا ماذا فی السموات
فتح لك باب الافهام و
لم یقل انظروا السموات
لئلا یدلك علی وجود
الاجرام ۔ الناس ۱۰۶ یمدحونك
لما یظنونه فیك فکن
انت ذاما لنفسك لما
تعلمه منها ۔ المؤمن ۱۰۷
اذا مدح استحیی من الله
تعالیٰ ان یثنی علیه
بوصف لا یشهده من
نفسه ۔ اجهل ۱۰۸ الناس
من ترك یقین ما عنده
لظن ما عند الناس
اذا ۱۰۹ اطلق الثناء علیك
ولست باهل فاثن علیه
بما هو اهله ۔ الزهاد ۱۱۰
اذا مدحوا انقبضوا لشهودهم
الثناء من الخلق والعارفون
اذا مدحوا
انبسطوا
لشهودهم ذلك
من الملك الحق

گیا ہے کہ کہہ دا ے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسے دیکھو جو آسمانوں میں ہے یہ نہ فرمایا کہ آسمانوں ہی کو دیکھو کہ اس صورت میں یہ ارشاد اجسام کے وجود پر دلالت کرتا جو مقصود نہیں ہے۔

(۱۰۶) لوگ بسبب ان اوصاف حمیدہ کے جنکا وہ تجھ میں گمان کرتے ہیں تیری وصف کرتے ہیں تو تو بسبب ان بُری خصلتوں کے جن کو اپنے نفس کے اندر یقینی طور پر جانتا ہے اپنی مذمت کر۔

(۱۰۷) مؤمن کامل کی جب مدح کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس لئے شرماتا ہے کہ اس کی ایسی بات پر تعریف ہو رہی ہے جس کو وہ اپنے نفس کے اندر نہیں دیکھتا۔

(۱۰۸) سب سے جاہل شخص وہ ہے جو اپنے عیوب کے یقین کو اس وجہ سے چھوڑ دیتا ہے کہ لوگ اس کی بہ نسبت اچھا گمان رکھتے ہیں۔

(۱۰۹) جب تیرا مولیٰ تیری ایسی تعریف میں خلقت کی زبان کو گویا کر دے جس کے تم لائق بھی نہیں ہو۔ تو تم اپنے پروردگار کی ایسی ثنا کہو جو اس کے لائق ہو۔

(۱۱۰) زاہدوں کی جب مدح کی جاتی ہے تو تنگ ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ مدح کو مخلوق کی طرف سے سمجھتے ہیں اور جب عارفین کی مدح کی جاتی ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکو حق جل وعلا سے ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۱۱۱) متٰی کنت اذا اعطیت بسطك العطاء، واذا منعت قبضك المنع فاستدل بذلك علیٰ ثبوت طفولیتك وعدم صدقك فی عبودیتك. (۱۱۲) اذا وقع منك ذنب فلا یكن سببا لیأسك من حصول الاستقامة مع ربك فقد یكون ذلك آخر ذنب قدر علیك. (۱۱۳) اذا اردت ان یفتح لك باب الرجاء فاشهد ما منه الیك واذا اردت ان یفتح لك باب الخوف فاشهد ما منك الیه. (۱۱۴) ربما افادك فی لیل القبض ما لم تستفده فی اشراق نهار البسط لا تدرون ایهم اقرب لكم نفعا. (۱۱۵) سبحان من لم یجعل الدلیل علیٰ اولیائه الا من حیث الدلیل علیه ولم یوصل الیهم الا من اراد ان یوصله الیه. (۱۱۶) ربما اطلعك علیٰ غیب ملكوته وحجب عنك الاستشراف علیٰ

(۱۱۱) جب تیری ایسی حالت ہو کہ عطا سے تجھے فراخدلی اور منع سے دل تنگی ہو تو یہ تمہاری نادانی اور لڑکپنے کا ثبوت ہے اور تمہاری عبودیت میں سچے نہ ہونے پر دلیل ہے۔

(۱۱۲) جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ تجھکو تیرے پروردگار کے ساتھ حصول استقامت سے مایوس نہ کردے اس لئے کہ شاید کہ یہ تیرا آخری گناہ ہو جو تیری تقدیر میں تھا۔

(۱۱۳) جب تو یہ چاہے کہ امید کا دروازہ تجھ پر مفتوح ہو تو اپنے مولا کے احسانات کا (جو تجھ پر ہیں) مشاہدہ کر اور اگر چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھلے تو جو کچھ تجھ سے نافرمانیاں اور بے ادبیاں اس کی جناب میں صادر ہوئی ہیں انکا ملاحظہ کر۔

(۱۱۴) بسا اوقات قبض کی اندھیری رات میں وہ انعام و معارف دیتا ہے جس کو تم بسط کی روز روشن میں نہیں پا سکتے چنانچہ ارشاد ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہاری بھلائی کس بات میں ہے۔

(۱۱۵) تقدیس و پاکی اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے اپنے اولیاء کی طرف راہ یابی کا وہی طریقہ رکھا ہے جسکو اپنی راہ یابی کا طریقہ ٹھیرایا ہے اور اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچاتا ہے جس کو اپنی طرف پہنچانا چاہتا ہے۔

(۱۱۶) بسا اوقات تم کو وہ اپنے رموز مملکت سے تو آگاہ فرما دیتا ہے لیکن اپنے بندوں کے بھیدوں کے

اسرار العباد ـ من[117] اطلع
علی اسرار العباد ولم
یتخلق بالرحمة الالٰهیة
کان اطلاعه فتنة علیه
وسببا لجرّ الوبال الیه ـ
[118] استشرافك ان یعلم الخلق
بخصوصیتك دلیل علی
عدم صدقك فی عبودیتك
[119] غیّب نظر الخلق الیك بنظر
الله الیك وغب عن
اقبالهم علیك بشهود
اقباله علیك ـ [120] انما
حجب الحق عنك شدة
قربه منك ـ [121] انما احتجب
لشدة ظهوره وخفی عن
الابصار لعظم نوره ـ [122] لا یکن
طلبك تسببا الی العطاء
منه فیقل فهمك عنه و
لکن طلبك لاظهار العبودیة
وقیاما بحقوق الربوبیة
[123] کیف
یکون طلبك
اللاحق سببا
فی

تجھے مطلع نہیں کرتا۔

(۱۱۷) جس شخص نے بندوں کے بھیدوں پر واقف ہو کر رحمتِ الٰہی کو اپنی عادت نہ بنایا تو یہ آگاہی اس کے لئے فتنہ اور اس پر وبال آنے کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔"

(۱۱۸) تیری یہ خواہش کہ لوگ تیرے ظاہری اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت جان لیں۔ عبودیت میں تیرے سچے نہ ہونے کی دلیل ہے۔"

(۱۱۹) خداوند تعالیٰ کی نظرِ لطف اپنی طرف دیکھ کر لوگوں کی نظر کو اپنے خیال سے دور کر۔ اور التفات و توجہ خداوندی اپنی طرف مشاہدہ کر کے لوگوں کے التفات کی طرف متوجہ نہ ہو۔"

(۱۲۰) حق جل وعلا کو تجھ سے اس کے نہایت قرب ہی نے محجوب کر دیا ہے۔"

(۱۲۱) حق جل وعلا اپنی شدت ظہور ہی کی وجہ سے محجوب، اور اپنے نور کی عظمت ہی کے سبب آنکھوں سے مخفی ہو گیا ہے۔"

(۱۲۲) دعا اور طلب سے تیرا مقصود حصول بخشش نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس صورت میں تیرا فہم حکم دعا کے اسرار و حکمت کے سمجھنے سے قاصر رہ جائیگا۔ بلکہ تیرا دعا کرنا صرف اپنی عبودیت کے اظہار اور اسکی ربوبیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے ہی ہونا چاہیئے۔

(۱۲۳) تیری یہ طلب اور دعا جو تم اب کر رہے ہو

عطاءه السابق ۔ جلّ ۱۲۴
حکم الازل ان ینضاف
الی العلل ۔ عنایتہ ۱۲۵ فیك
لا لشیٔ منك واین کنت
حین واجهتك عنایتہ و
قابلتك رعایتہ ۔ لم یکن ۱۲۶
فی ازلہ اخلاص
اعمال ولا وجود
احوال بل لم یکن
هناك الا محض الافضال
وعظیم النوال ۔ علم ۱۲۷
ان العباد یتشوقون الی
ظهور سر العنایۃ فقال
یختص برحمتہ من یشاء
وعلم انہ لو خلاهم
وذلك لترکوا العمل اعتماداً
علی الازل فقال ان
رحمۃ اللہ قریب من
المحسنین ۔ الی المشیئۃ ۱۲۸
کل شیٔ ولا تستند هی
الی شیٔ ۔ ورود ۱۲۹ الفاقات
اعیاد المریدین ۔ ربما ۱۳۰
وجدت من المزید
فی الفاقات ما لا

اس عطا کا کیونکر سبب ہو سکتی ہے جو روز ازل ہی سے مقدر ہو چکی ہے۔"

"(۱۲۴) اس کا ازلی حکم اس سے برتر ہے کہ علل و اسباب کی طرف منسوب ہو۔"

"(۱۲۵) اس کی یہ عنایتیں جو تجھ پر ہیں تیری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہیں (خود ہی کہو) تم کہاں تھے جب ازل میں اس کی عنایت تیری طرف متوجہ ہوئی اور اس کی رعایت تیرے سامنے آئی۔"

"(۱۲۶) ازل میں نہ عمل کا اخلاص تھا اور نہ احوال کا وجود بلکہ وہاں تو بجز فضل الٰہی اور کرم نامتناہی اور کچھ تھا ہی نہیں۔"

"(۱۲۷) سر عنایت کے ظاہر ہونے کیلئے (یعنی یہ بھید کہ عنایت ہر ایک پر یکساں نہیں) حق تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو مشتاق پایا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت و عنایت کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے۔ اور جب حق تعالیٰ نے دیکھا کہ اگر ان کو اسی بات پر چھوڑ دیا جائے تو وہ تقدیر ازلی پر اعتماد کر کے عمل کرنا چھوڑ دینگے تو فرمایا کہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے نزدیک ہے۔"

"(۱۲۸) سب چیزیں مشیت ایزدی کا سہارا پکڑتی ہیں اور وہ کسی چیز کا سہارا نہیں پکڑتی۔"

"(۱۲۹) فاقوں کا نازل ہونا سالکوں اور مریدوں کے لئے عید ہوتی ہے۔"

"(۱۳۰) بسا اوقات فقر و فاقہ میں اس قدر ازدیا

تجده في الصوم
والصلوة ۔ الفاقات [131]
بسط المواهب ۔ ان [132]
اردت ورود المواهب
عليك صحح الفقر
والفاقة لديك
انما الصدقات
للفقراء ۔ تحقق [133]
باوصافك يمدك
باوصافه تحقق بذلك
يمدك بعزه تحقق
بعجزك
يمدك بقدرته
تحقق بضعفك يمدك
بحوله وقوته ۔ ربما [134]
رزق الكرامة
من لم تكمل له الاستقامة
[135] لا تمدن يدك
الى الاخذ من الخلائق
الا ان ترى ان المعطي
فيهم
مولاك فاذا
كنت كذلك فخذ
ما وافقك العلم

ومعارف کا نزول ہوتا ہے کہ ان کو تم نماز وروزہ
میں بھی نہیں پا سکتے ؛

(۱۳۱) مواہب الٰہی کے پھولوں کے لئے
فقر وفاقہ بمنزلہ دامن ہیں ؛

(۱۳۲) اگر مواہب الٰہیہ کا نزول اپنے اوپر
چاہتا ہے تو فقر وفاقہ کی تلخیوں کو اپنے اوپر گوارا
بنالے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقات فقرا
ہی کے لئے ہیں ؛

(۱۳۳) تم اپنی عبودیت کے اوصاف میں
پختہ ہوجاؤ۔ وہ اپنے اوصاف ربوبیت کیساتھ
تیری امداد فرمائیگا۔ تم اپنی ذلت میں ثابتقدم ہو
وہ اپنی عزت سے تیری اعانت کریگا۔ تم اپنے
عجز میں محکم ہوجاؤ۔ وہ اپنی قدرت سے تیری
یاوری کرے گا۔ تم اپنی ناتوانی وضعف میں مضبوط
ہوجاؤ۔ وہ اپنی قوت وطاقت سے تیری دستگیری
فرمائے گا ؛

(۱۳۴) گاہے ظاہری کرامت ان کو بھی
مل جاتی ہے جو مرتبہ استقامت شریعت میں
بھی کامل نہیں ہوتے ؛

(۱۳۵) مخلوق سے لینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤ
مگر جب ان میں بھی اپنے مولائے حقیقی کو ہی عطا
کرنیوالا مشاہدہ کرنے لگو۔ اور جب تم اس درجہ
پر پہنچ گئے۔ تو خلائق سے وہ چیزیں لے سکتے ہو
جنکے حلال وطیب ہونیپر تیرا علم ظاہر وباطن گواہی
دے ؛

(۱۳۶) ربما استحی العارف
ان یرفع حاجته الی
مولاه لاکتفائه بمشیته
فکیف لا یستحی ان
یرفعها الی خلیقته۔ (۱۳۷) اذا
التبس علیك امران
فانظر اثقلهما علی
النفس فاتبعه فانه
لا یثقل علیها الا ما کان
حقاً۔ (۱۳۸) من علامات
اتباع الهوی المسارعة
الی نوافل الخیرات
والتکاسل عن القیام
بالواجبات۔ (۱۳۹) قید
الطاعات باعیان الاوقات
کی لا یمنعك عنها وجود
التسویف ووسع علیك
الوقت کی تبقی لك حصة
الاختیار۔ (۱۴۰) علم قلة نهوض
العباد الی معاملته فاوجب
علیهم وجود طاعته فساقهم
الیها بسلاسل الایجاب عجب
ربك من قوم یساقون الی
الجنة بالسلاسل۔ (۱۴۱) اوجب علیك

(۱۳۶) اکثر اوقات عارف اپنے مولیٰ
کی مشیت پر اکتفا کرکے اس کی طرف اپنی
حاجت پیش کرنے سے حیا کرتا ہے تو بھلا
وہ اس کی مخلوق کی طرف حاجت لیجانے
میں کیونکر حیا نہ کرے گا۔

(۱۳۷) جب تجھ پر دو امر مشتبہ ہوجائیں
تو دیکھ کر ان دونوں میں سے نفس پر جو زیادہ
گراں گزرتا ہے اسے اختیار کر۔ کیونکہ نفس
پر وہی صورت شاق ہوتی ہے جو حق ہوتی ہے۔

(۱۳۸) نفلی عبادتوں میں چستی اور جلدی کرنا
اور واجبات کی بجاآوری میں سستی اور غفلت برتنا
خواہش نفسانی کے اتباع کی علامت ہے۔

(۱۳۹) تیرے لئے عبادات کو اوقات معینہ
کے ساتھ اس لئے مقید کردیا۔ تاکہ کسل اور لیت
ولعل تجھکو مانع نہ ہو۔ اور اوقات فراخ مقرر کئے
تاکہ کچھ حصہ اختیار کا بھی تیرے لئے باقی رہے۔

(۱۴۰) حق جل وعلا نے وظائف عبودیت
کی بجاآوری میں جب اپنے بندوں کی کوتاہی معلوم
فرمائی تو اپنی طاعت وعبادت ان پر واجب فرماکر
گویا ایجاب کی زنجیروں میں جکڑکر ان کو اپنی طرف
ہنکا ہے۔ تیرا پروردگار ان لوگوں سے متعجب
فرماتا ہے جو زنجیروں میں باندھکر جنت میں بھیجے
جاتے ہیں۔

(۱۴۱) بظاہر تیرا اپنی خدمت وطاعت کو

وجوب خدمته و
ما اوجب علیك الا
لدخول جنته - من ۱۴۲
استغرب ان ینقذه
الله من شهوته وان
یخرجه من وجود غفلته
فقد استعجز القدرة
الالٰهیة وکان الله
علی کل شیء مقتدرا -
ربما ۱۴۳ وردت الظلم
علیك لیعرفك قدر ما
منّ به علیك. من ۱۴۴
لم یعرف قدر النعم
بوجدانها عرفها
بوجود فقدانها - تمکن ۱۴۵
حلاوة الهوی من القلب
هو الداء العضال - ۱۴۶ لا
یخرج الشهوة من القلب
الا خوف مزعج او شوق
مقلق - کما ۱۴۷ لا یحب العمل
المشترك کذلك لا یحب
القلب المشترك العمل المشترك
لا یقبله والقلب المشترك
لا یقبل علیه

واجب گردانا ہے ۔ اور فی الحقیقت طاعت کو اسلئے
واجب فرمایا ہے۔ تاکہ تیرا جنت میں داخل ہونا واجب
ہو جائے ۔"

(۱۴۲) جس نے اس بات کو انوکھا اور دشوار
جانا کہ خداوند تعالیٰ اس کو شہوات نفسانیہ کے پنجے
سے چھوڑائیگا اور قید غفلت سے نکالیگا تو اس نے
غیر متناہی قدرت الٰہی کو عجز کا دھبہ لگایا۔ حالانکہ
اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے ۔"

(۱۴۳) بسا اوقات تجھے ظلمت فراق میں اسلئے
مبتلا کر دیتا ہے تاکہ انوار وصال کی قدر معلوم ہوجائے"

(۱۴۴) جس نے نعمتوں کی قدر نعمتوں کے ہوتے
ہوئے نہ پہچانی تو اُن کے زوال کے بعد آپ ہی اُنکی
قدر جان جائے گا۔"

(۱۴۵) خواہشات نفسانیہ کی حلاوت ولذت
کا قلب میں مستحکم ہو جانا سخت لا علاج بیماری ہے۔"

(۱۴۶) شہوت نفسانیہ کو دل میں سے عجز
لرزا دینے والے خوف کے (جو مشاہدہ صفات
جمالیہ سے ہو) یا بیقرار کرنیوالے شوق کے (جو معائنہ
صفات جمالیہ سے ہو) اور کوئی چیز نہیں نکال سکتی۔"

(۱۴۷) حق جل وعلا جس طرح کہ عمل مشترک یعنی
ریا آمیز کو پسند نہیں فرماتا اسی طرح قلب مشترک
کہ جس میں غیر خدا کی محبت ہو محبوب نہیں رکھتا عمل
مشترک کو قبول نہیں فرماتا اور قلب مشترک کی طرف
متوجہ نہیں ہوتا ۔"

(۱۴۸) حقوق فی الاوقات یمکن قضاؤھا وحقوق الاوقات لا یمکن قضاؤھا اذ ما من وقت یرد الا وللہ علیک فیہ حق جدید او امر اکید فکیف تقضی فیہ حق غیرہ وانت لم تقض حق اللہ فیہ۔

(۱۴۹) ما فات من عمرک لا عوض لہ وما حصل لک منہ لا قیمۃ لہ۔

(۱۵۰) ما احببت شیئا الا کنت لہ عبدا وھو لا یحب ان تکون لغیرہ عبدا۔

(۱۵۱) لا تنفعہ طاعتک ولا تضرہ معصیتک وانما امرک بھذہ ونھاک عن ھذہ لما یعود علیک۔

(۱۵۲) لا یزید فی عزہ اقبال من اقبل علیہ ولا ینقص من عزہ ادبار من ادبر عنہ۔

(۱۴۸) اوقات میں جو حقوق واجب ہیں (جیسے صوم وصلاۃ وغیرہ ظاہری عبادات) اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے۔ اور جو خود اوقات کے حقوق ہیں (یعنی واردات قلبیہ ومعاملات باطنیہ) انکی قضا کسی طرح ممکن نہیں۔ اس لئے کہ کوئی وقت ایسا نہیں آتا۔ کہ جس میں تجھ پر حق تعالیٰ کا کوئی نیا حق یا کوئی تاکیدی حکم وارد نہ ہوتا ہو) تو تم اس وقت میں غیر کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہو جبکہ ابھی تم نے حق اللہ بجا نہیں لایا ہے؟

(۱۴۹) عمر گذشتہ کا کوئی عوض نہیں اور عمر موجودہ کی کوئی قیمت نہیں (یعنی بے بہا ہے)"

(۱۵۰) جس چیز کی محبت کو تم نے اپنے دل میں جگہ دی تو فی الحقیقت تم اس کے غلام ہو گئے اور حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم غیر کے غلام بن جاؤ"

(۱۵۱) نہ تیری طاعت اس کو کچھ نفع بخشتی ہے۔ اور نہ تیری معصیت اسے کوئی نقصان پہونچاتی ہے۔ صرف اس لئے اس نے طاعت کا حکم دیا ہے اور معصیت سے روکا ہے کہ اس کا نفع بھی تیرے ہی طرف لوٹائے؟

(۱۵۲) کسی متوجہ ہونیوالے کی توجہ نہ اس کی بے پایاں عزت وعظمت کو کچھ بڑھاتی ہے اور نہ کسی روگردانی کرنیوالے کی روگردانی اس کی عزت گھٹاتی ہے"

۱۵۳ وصولك الى الله وصولك الى العلم به والا فجل ربنا ان يتصل به شيئاً او يتصل هو بشيئ۔

(۱۵۳) اللہ تعالیٰ تک تیرے پہونچنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے علم و عرفان تک پہونچ جاؤ۔ ورنہ حق جل و علا اس بات سے برتر و بالا ہے کہ کوئی چیز اس سے متصل ہو۔ یا وہ کسی چیز سے متصل ہو جائے۔

۱۵۴ قربك منه ان تكون مشاهد القربه والا فمن اين انت ووجود قربه

(۱۵۴) تیرا قرب اس سے یہ ہو سکتا ہے کہ تو اس کے قرب کا مشاہدہ کرے۔ ورنہ تو کہاں اور اس کا قرب کہاں؟

۱۵۵ كيف يحجب الحق بشيئ والذى يحتجب به هو فيه ظاهر وموجود حاضر

(۱۵۵) حق جل و علا کسی چیز سے کیونکر محجوب ہو سکتا ہے اس لئے کہ جو چیز اس کی حجاب ہوگی اس میں بھی اس کا جلوہ ظاہر موجود و حاضر ہوگا

۱۵۶ لا تيأس من قبول عمل لم تجد فيه وجود الحضور فربما قبل من العمل ما لم تدرك ثمرته عاجلا۔

(۱۵۶) جس عمل میں تو نے لذت حضور نہیں پائی اس کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو کیونکہ بسا اوقات جس عمل میں تجھکو ثمرۂ دنیاوی (لذت و حلاوت) معلوم نہیں ہوتا وہ بھی قبول شدہ ہوتا ہے

۱۵۷ لا تزكين واردا لم تعلم ثمرته فليس المراد من السحابة الامطار وانما المراد منها وجود الاثمار۔

(۱۵۷) جس معرفت کا ثمرہ تجھے معلوم نہ ہو اس پر خوش نہ ہو اور اس کی ستائش نہ کر۔ اس لئے کہ بادلوں سے مقصود پھلوں کا وجود ہوتا ہے نہ محض بارش۔

۱۵۸ لا تطلبن بقاء الواردات بعد ان بسطت انوارها واودعت اسرارها فلك فى الله غنى عن كل شيئ وليس يغنيك عنه شيئ۔

(۱۵۸) جب تجھ پر معارف و واردات کے انوار پھیل گئے اور ان کے اسرار تیرے قلب میں ودیعت رکھے گئے تو ان کے بقا کا طالب نہ ہو۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر ہر ایک چیز سے بے نیاز ہے اور اس سے کوئی چیز تجھکو بے نیاز نہیں کر سکتی۔

(۱۵۹) من تمام النعمة علیك ان
یرزقك ما یکفیك و
یمنعك ما یطغیك لیقل
ما تفرح به یقل ما تحزن
علیه - (۱۶۰) ان اردت ان لا
تعزل فلا تتول ولایة
لا تدوم لك - (۱۶۱) ان رغبتك
البدایات زهدتك
النهایات وان دعاك
الیها
ظاهر نهاك
عنها
باطن

(۱۶۲) انما
جعلها محلا للاغیار
ومعدنا للاکدار
تزهیدا لك فیها (۱۶۳) علم انك
لا تقبل النصح المجرد فذوقك
من ذواقها ما یسهل علیك
فراقها - (۱۶۴) العلم النافع هو
الذی ینبسط فی الصدر شعاعه
ویکشف عن القلب قناعه (۱۶۵) خیر العلم
ما کانت الخشیة معه العلم

(۱۵۹) حق تعالیٰ کا تجھکو بقدر کفایت دینا اور
جو چیز تجھکو سرکش بنادے اس سے روک دینا یہ اسکی
تجھپر پوری نعمت ہے - اس میں یہ فائدہ مضمر ہے کہ
ان چیزوں کے کم ہونے سے جن سے تو خوش ہوتا ہے
ضرور ہے کہ تیرا رنج و غم بھی کم ہوگا جبکہ ان چیزوں کا
فقدان ہوگا ؛

(۱۶۰) اگر تو چاہے کہ معزولی کے غم سے محفوظ رہے
تو بے بقا اور ناپائدار ولایت دنیاوی اختیار نہ کر ؛

(۱۶۱) اگر تجھکو ولایت دنیاوی کی ابتدا اسکی
طرف رغبت دلاتی ہے تو اس کی انتہا یعنی معزولی یا موت
اس سے تجہیں بے رغبت اور بیزار کرتی ہے - اگر
اس کا ظاہر تجھے اس کی طرف بلاتا ہے تو اس کا
باطن تجھے اس سے روکتا ہے ؛

(۱۶۲) خداوند تعالےٰ نے دنیا کو اغیار کا محل
اور کدورتوں کا معدن اس لئے بنادیا ہے کہ تجھکو اس
سے بے رغبت کردے ؛

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو ترک دنیا کی نصیحت
قبول نہیں کریگا - تو اس نے دنیا کے مصائب کی چاشنی
کا ایسا تلخ ذائقہ چکھایا کہ تجھپر دنیا کی مفارقت سہل
کردی ؛

(۱۶۴) فائدہ بخش علم وہی ہے جس کی شعاعیں سینہ میں
پھیل جائیں اور دل پر سے شکوک و اوہام کے
تاریک پردے اٹھا دے ؛

(۱۶۵) عمدہ علم وہ ہے جس کے ساتھ خشیت الٰہی بھی

ان قام نشر الخشیۃ فلک
والا فعلیک - متی (۱۶۶) آلمک
عدم اقبال الناس علیک
او توجههم بالذم الیک
فارجع الی علم اللہ
فیک فان کان لا یقنعک
علمه فمصیبتک بعدم
قناعتک بعلمه اشد
من مصیبتک بوجود
الاذی منهم - (۱۶۷) انما
اجری الاذی علی
ایدیهم کی لا تکون
ساکنا الیهم اراد ان
یزعجک عن کل شیٔ
حتی لا یشغلک عنه شیٔ
(۱۶۸) اذا علمت ان الشیطان
لا یغفل عنک فلا تغفل
انت عن من ناصیتک
بیده - (۱۶۹) من اثبت لنفسه
تواضعا فهو المتکبر
حقا لیس التواضع
الا عن رفعة فمتی
اثبت لنفسک تواضعا
فانت المتکبر

شامل ہو۔ علم کے ساتھ اگر تجھے خوف خدا بھی ہے تو وہ
علم تجھے فائدہ رساں ہے ورنہ وہ تیرے لئے نقصان
بخش ہے۔"

(۱۶۶) اگر لوگوں کی تیری طرف بے توجہی یا
تجھے بدگوئی کے ساتھ یاد کرنا تجھے تکلیف دے تو
تجھکو اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف (جو
تیرے افعال کی بہ نسبت ہے) رجوع کرنا چاہیئے اگر
تجھکو حق تعالیٰ کے علم پر قناعت نہ ہو۔ تو یہ آفت یعنی
اللہ تعالیٰ کے علم پر قانع نہ ہونا ایذائے خلق کی مصیبت
سے بدرجہا سخت تر ہے۔"

(۱۶۷) مخلوق کے ہاتھوں تجھکو صرف اس لئے
اذیت پہونچاتا ہے۔ کہ تیرا دل ان کے ساتھ وابستہ
نہ ہو۔ اس کا ارادہ ہے کہ تجھکو مخلوق کی اذیت پہنچا کر
ہر ایک چیز سے دل برداشتہ کردے تاکہ کوئی چیز
اس سے تجھے غافل نہ کردے۔"

(۱۶۸) جب تو یہ جانتا ہے کہ شیطان تیرے
بہکانے اور اغوا سے غافل نہیں رہتا تو تم بھی اپنے
اس مولا سے جس کے قبضۂ قدرت میں تیری جان
ہے غفلت نہ کرو۔"

(۱۶۹) جس نے اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا
تو وہ شخص بے شبہ متکبر ہے۔ کیونکہ تواضع کا دعویٰ
تو اپنی رفعت قدر کے مشاہدہ کے بعد ہی ہوگا پھر
جب وہ اپنے لئے تواضع کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا
اسے اپنے بلند مرتبہ پر نظر ہے تو وہ متکبر ہوا۔"

(١٧٠) ليس المتواضع الذى اذا تواضع راى انه فوق ما صنع ولكن المتواضع الذى اذا تواضع راى انه دون ما صنع۔ (١٧١) التواضع الحقيقى هو ما كان ناشئا عن شهود عظمته وتجلى صفته۔ (١٧٢) المؤمن يشغله الثناء على الله تعالى عن ان يكون لنفسه شاكرا وتشغله حقوق الله ان يكون لحظوظه ذاكرا (١٧٣) ليس المحب الذى يرجو من محبوبه عوض ويطلب منه غرضا فان المحب من يبذل لك ليس المحب من تبذل له۔ (١٧٤) جعلك فى العالم المتوسط بين ملكه وملكوته ليعلمك جلالة قدرك بين مخلوقاته وانك جوهرة تنطوى عليك اصداف مكوناته (١٧٥) انما وسعك الكون من حيث جسمانيتك ولم يسعك من حيث ثبوت روحانيتك۔ (١٧٦) الكائن فى الكون ولم تفتح له ميادين الغيوب

(۱۷۰) حقیقت میں وہ شخص متواضع نہیں کہ جب کبھی تواضع سے کوئی کام کرے تو اپنے آپ کو اس سے بلند و بالا سمجھے۔ بلکہ متواضع وہ ہے کہ جب تواضع کا کوئی کام کرے تو اس سے بھی اپنے کو کمتر و پست خیال کرے۔

(۱۷۱) حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔

(۱۷۲) مومن کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے نفس کی خود پسندی و شکر گذاری سے روکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری کا خیال اسے اپنے حظوظ نفسانی کی یادداشت سے باز رکھتا ہے۔

(۱۷۳) محب صادق وہ نہیں جو اپنے محبوب کے عوض کا امیدوار یا حصول غرض کا طلبگار ہو۔ بلکہ محب حقیقی وہ ہے جو اپنے محبوب کے لئے سب کچھ نثار کر دے۔ نہ یہ کہ محبوب ہی اس کے لئے کچھ ایثار کرے۔

(۱۷۴) تجھکو اپنے عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیانی عالم میں اس لئے پیدا کیا کہ تیری عظمت قدر اور سب مخلوقات پر تیری فوقیت منزلت تجھے معلوم کرا دے۔ اور یہ جتلا دے کہ تو ایسا گوہر یکتا ہے جسپر تمام مخلوقات صدف کی طرح سے لپٹے ہوئے ہیں۔

(۱۷۵) عالم سفلی تیری جسمانیت کے اعتبار سے ہی تجھے سمائے ہوئے ہے۔ ورنہ بلحاظ تیری روحانیت کے تجھے کبھی سما نہیں سکتا۔

(۱۷۶) جو دنیا میں موجود ہو اور اس کے لئے علوم و معارف غیبیہ کے دروازے مفتوح نہ ہوئے تو وہ شخص

مسجون بمحيطاته ومحصور
في هيكل ذاته ـ (١٧٧) انت مع
الاكوان مالم تشهد
المكون فاذا شهدته كانت
الاكوان معك ـ (١٧٨) وجدان
ثمرات الطاعة
علجلا بشائر العٰملين بوجود
الجزاء عليها آجلا ـ (١٧٩) كيف
تطلب العوض على
عمل هو متصدق
به عليك ام كيف
تطلب الجزاء على
صدق هو مهديه اليك
(١٨٠) اكرمك بكرامات ثلاث
جعلك ذاكرا له ولولا فضله
لم تكن اهلا لجريان ذكره
عليك وجعلك مذكورا به
اذ حقق نسبته اليك وجعلك
مذكورا عنده فتمم نعمته
عليك
(١٨١) رب عمر اتسعت
آماده
وقلت امداده و
رب عمر

اپنی شہوات کے احاطہ میں مقید اور اپنی ہستی (آب و گل) کے چکر میں گھرا ہوا ہے۔"

(١٧٧) تم مخلوقات کے ساتھ اس وقت تک پابند ہو جبتک کہ تمہیں خالق کی معرفت کا مشاہدہ نہیں پھر جب تم نے مشاہدہ کرلیا تو ساری مخلوقات تیرے ساتھ ہوگی۔"

(١٧٨) طاعت پر دنیا میں ہی ثمروں کا پانا آخرت میں طاعت کرنے والوں کے لئے ان پر بدلہ ملنے کی مبارکبادیاں ہیں اور خوشخبریاں۔"

(١٧٩) اسی کے بخشے ہوئے عمل پر تم کیونکر عوض طلب کرسکتے ہو اور اس کی دی ہوئی سچائی و اخلاص پر کس طرح سے جزا کا سوال کرسکتے ہو!"

(١٨٠) اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھکو تین طرح سے بزرگی عطا فرمائی۔ اوّل یہ کہ تجھے اپنے ذکر کی توفیق دی۔ اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں یہ لیاقت و اہلیت نہ تھی۔ کہ تم اپنی زبان اور قلب پر اس کے ذکر کو جاری رکھ سکو!

دوسرے یہ کہ تجھے اپنی طرف منسوب کیا جس کی وجہ سے تجھے عبد اللہ (بندۂ خدا) کا معزز خطاب دیا جاتا ہے!

تیسرے تیرے ذکر کو اپنے یہاں فرماکر اپنی نعمتیں تجھ پر تمام کردیں!"

(١٨١) بعض عمروں کی مدت دراز ہوتی ہے لیکن اس کے منافع کم ہوتے ہیں اور بعض عمروں کی

قليلة امداده كثيرة
امداده ۱۸۲ من بورك له
في عمره ادرك في
يسير من الزمن من
منن الله تعالى ما لا
يدخل تحت دوائر
العبارة ولا تلحقه الاشارة
۱۸۳ الخذلان كل الخذلان
ان تتفرغ في الشواغل
ثم لا تتوجه اليه وتقل
عوائقك ثم لا ترحل اليه
ولا بد من بناء هذا
الوجود ان تنعدم دعائمه
وان تسلب كرائمه فالعاقل
من كان بما هو ابقى افرح منه
بما هو يفنى قد اشرق
نوره وظهرت تباشيره
فصرف عن هذه الدار مغضيا
واعرض عنها موليا فلم يتخذها
وطنا ولا جعلها سكنا. بل انهض
الهمة فيها الى الله تعالى
وسار فيها مستعينا به في
القدوم عليه وقل رب
ادخلني مدخل

مدت کم لیکن اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔"

(۱۸۲) جس کی عمر میں برکت دیجاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے الطاف و احسانات اس قدر پالیتا ہے جن تک نہ اشارہ پہنچ سکتا ہے اور نہ دائرہ عبارت و بیان کے احاطہ میں آسکتے ہیں۔"

(۱۸۳) تمام مشاغل سے فارغ ہوکر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور موانع کی قلت کے باوجود بھی اس کی طرف رجوع نہ کرنا پوری رسوائی اور بے توفیقی ہے۔"

(۱۸۴) سالک کو ضروری ہے کہ اس وجود کے ستونوں کو گرا دے۔ تاکہ اس کی بنائیں مستحکم ہو جائیں اور حواس و مقتضیات حواس کو اس سے چھین لے۔ پس دانا وہی ہے جس کی خوشنودی فانی کے بہ نسبت باقی کے ساتھ زیادہ ہو جس کا نور چمک اٹھا ہے اور جس کی درخشندہ علامتیں ظاہر ہوگئی ہیں تو اس عاقل نے ایسی فانی دار سے آنکھیں بند کرکے روگردانی کی اور پشت پھیر کر اس سے اعراض کیا۔ نہ اس نے اس کو اپنا وطن بنایا۔ اور نہ اپنا مسکن ٹھیرایا۔"

(۱۸۵) بلکہ اپنی ہمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف پیشقدمی کرنیمیں اسی سے اعانت طلب کرتا ہوا اس کی طرف چلا اور کہو کہ اے میرے پروردگار! میرا داخل اور

صدق واخرجني مخرج
صدق ليكون نظري الى
حولك وقوتك اذا ادخلتني
واستسلامي وانقيادي اليك
اذا اخرجتني واجعل لي من
لدنك سلطانا نصيرا
ينصرني ولا ينصر علي و
لا ينصر علي ينصرني على
شهود نفسي ويفنيني عن
دائرة حسي. قد اوحى
الله تعالى الى داود عليه
الصلوة والسلام يا داود
قل للصديقين بي فليفرحوا
وبذكري فليتنعموا فالله
تعالى يجعل فرحنا واياكم
به وبالرضى منه وان يجعلنا
من اهل الفهم عنه وان لا
يجعلنا من الغافلين وان
يسلك بنا مسلك المتقين
بمنه وكرمه. وقال رضي الله
عنه انا الفقير في غناي فكيف
لا اكون فقيرا في فقري
الهي انا الجاهل في علمي فكيف
لا اكون جهولا

مخرج مقام صدق و اخلاص فرما. تاکہ داخل ہونے کے
وقت میری نظر تیری طاقت اور قوت کی طرف لگی ہوئی
ہو. اور خارج کرنے کے وقت میری گردن تسلیم و رضا
تیرے آگے جھکی ہوئی ہو. اور اپنی جناب سے میرے
لئے ایسا صاحب شوکت مددگار مقرر فرما جو میری
اعانت کرے اور مجھ سے دوسروں کی اعانت
کرائے اور مجھ پر کوئی غالب نہ ہو جائے اور نفس کے
مشاہدہ پر وہ میری اعانت کرے اور دائرہ محسوسات
سے میرے وجود کو نکال کر فنا کردے"

(۱۸۶) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر
وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! میرے سچے بندوں
سے کہدے کہ وہ میرے ہی ساتھ خوش ہوں اور میرے
ہی ذکر کے ساتھ اپنا دل ٹھنڈا کریں" اللہ تعالےٰ
ہماری اور تمہاری مسرت اور فرحت اپنی ہی ذات
اور اپنی رضامندی کے ساتھ فرمائے اور ہم کو اپنے
سمجھنے والوں میں سے بنائے اور غافلین میں سے
نہ کرے اور اپنے کرم و احسان سے ہمکو اہل تقوےٰ
کے راستے پر چلائے"

(اب یہاں سے حکم بطور مناجات شروع ہوتے
ہیں. حضرت شیخ فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ)

(۱۸۷) الٰہی! جب میں اپنی غنا کی حالت میں
بھی محتاج ہوں تو فقر کی حالت میں کیونکر محتاج نہ ہونگا"

(۱۸۸) الٰہی! جب میں اپنے علم کی حالت میں
بھی جاہل ہوں تو اپنے جہل کی حالت میں کس طرح

فی جھلی۔ الٰھی (۱۸۹) ان اختلاف
تدبیرك وسرعة حلول
مقادیرك منعا عبادك
العارفین بك عن السکون
الی عطاء والیاس منك
فی بلاء۔ الٰھی (۱۹۰) منی ما یلیق
بلؤمی ومنك ما یلیق
بکرمك۔ الٰھی (۱۹۱) وصفت
نفسك باللطف والرأفة
قبل وجود ضعفی افتمنعنی
منھما بعد وجود ضعفی۔
الٰھی (۱۹۲) ان ظھرت المحاسن
منی بفضلك ولك المنة
علیّ وان ظھرت المساوی
بعدلك ولك الحجة علیّ
الٰھی (۱۹۳) کیف تکلنی الی نفسی
وقد توکلت لی وکیف اضام
وانت الناصر لی ام کیف اخیب
وانت الحفی لی۔ ھا انا اتوسل
الیك بفقری الیك وکیف
اتوسل الیك
بما ھو
محال ان یصل الیك ام
کیف

جاہل نہ ہونگا؟

(۱۸۹) الٰہی! تیری تدبیر کے اختلاف اور تیری تقدیر کے سرعت نزول نے تیرے عارفین بندوں کو تیری عطاء پر مطمئن ہونے سے اور مصیبت میں تجھ سے ناامید ہونے سے روک دیا ہے؟

(۱۹۰) الٰہی! مجھ سے وہی صادر ہوتا ہے جو میری دنائت اور ملامت کے لائق ہے، اور تجھ سے وہی ظہور پذیر ہوتا ہے جو تیرے لطف و کرم کو سزاوار ہے؟

(۱۹۱) الٰہی! تو نے میری ناتوانی کے وجود سے پہلے اپنے آپکو لطف و مہربانی سے متصف فرمایا ہے تو کیا اب میری ناتوانی کے وجود کے بعد مجھکو لطف و مہربانی سے محروم فرما دیگا؟

(۱۹۲) الٰہی! اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوں تو یہ تیرا فضل ہے اور تیرا مجھپر احسان ہے۔ اور اگر مجھ سے برائیاں صادر ہوں۔ تو یہ تیرا عدل ہے اور تیری حجت مجھ پر ثابت ہے؟

(۱۹۳) الٰہی! جب، تو میرا کفیل ہے تو میرے نفس پہ مجھے کیوں سپرد فرماتے ہو۔ اور جب تو میرا مددگار ہے تو میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔ اور جب تو مجھ پہ مہربان ہے تو میں کس طرح ناکام رہ سکتا ہوں میں اپنے فقر و مسکنت کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا ہوں اور جس چیز کا تیری بارگاہ عالی میں پہنچنا محال ہو، اس کو کیونکر وسیلہ بنا سکتا ہوں اور اپنے

اشکوا الیک حالی وهی لا
تخفی علیک ام کیف اترجم
لک بمقالی وهو منک
برز الیک ام کیف تخیب
امالی وهی قد وفدت
الیک ام کیف لا تحسن
احوالی وبک قامت و
الیک . الهی ۱۹۴ ما الطفک بی
مع عظیم جهلی وما
ارحمک بی مع قبیح
فعلی . الهی ۱۹۵ ما اقربک
منی وما ابعدنی عنک
الهی ۱۹۶ ما ارافک بی
فما الذی
یحجبنی عنک
الهی ۱۹۷ کلما اخرسنی
لؤمی انطقنی کرمک
وکلما ایستنی اوصافی
اطمعتنی منتک . الهی ۱۹۸ من
کانت محاسنه مساوی
فکیف لا تکون مساویه
مساوی ومن کانت
حقایقه
دعاوی فکیف

حال کی کس طرح تجھ سے شکایت کر سکتا ہوں
جبکہ وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اور جبکہ میرا کلام بھی
تیرے ہی حکم سے تیری بارگاہ عالی میں نکلا ہے
تو میں اس کو اپنا کلام ہونا کیونکر ظاہر کر سکتا ہوں۔
اور میری امیدوں کی جماعت وفد ہو کر جب تیری
بارگاہ عالی تک چل کر پہنچی ہے تو وہاں سے کیونکر
ناکام واپس ہو سکتی ہے۔ اور جب میرے احوال
کا مبدأ و مرجع تو ہی ہے۔ تو وہ کیونکر عمدہ اور پسندیدہ
نہ ہونگے؟

(۱۹۴) الٰہی! باوجود میری بڑی نادانی اور
ناعاقبت اندیشی کے تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے۔
اور باوجود میرے قبیح افعال کے تو مجھ پر کس قدر رحیم
و کریم ہے؟

(۱۹۵) الٰہی! تو مجھ سے کس قدر نزدیک اور میں
تجھ سے کس قدر دور ہوں؟

(۱۹۶) الٰہی! تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے پھر کونسی
چیز مجھکو تیرے مشاہدہ سے مانع و حاجب ہو سکتی ہے؟

(۱۹۷) الٰہی! جب کبھی میری بدی نے میری زبان
بند کی۔ تو تیرے کرم نے مجھکو گویا کر دیا۔ اور جب کبھی
میرے اوصاف رذیلہ نے مجھے مایوس کر دیا تو تیرے
احسان نے میری ڈھارس بندھائی؟

(۱۹۸) الٰہی! جس کی نیکیاں بھی برائیاں ہوں
تو بھلا اس کی برائیاں کیونکر برائیاں نہ ہونگی۔ اور جس
کے علوم و حقایق بھی دعوے ہی دعوے ہوں تو پھر اس کے

لا تکون دعاویہ دعاوی۔

الٰہی [۱۹۹] حکمك النافذ ومشیتك القاهرة لم یترکا لذی مقال مقالا ولا لذی حال حالا۔

الٰہی [۲۰۰] انت تعلم وان لم تدم الطاعۃ منی فعلاً فقد دامت محبۃ وعزما۔

الٰہی [۲۰۱] کیف اعزم وانت القاهر وکیف لا اعزم وانت الآمر۔

الٰہی [۲۰۲] کیف یستدل علیك بما هو فی وجودہ مفتقر الیك ایکون لغیرك من الظهور مالیس لك حتی یکون هو المظهر لك متی غبت حتی تحتاج الی دلیل یدل علیك ومتی بعدت حتی تکون الآثار هی التی توصل الیك۔

الٰہی [۲۰۳] عمیت عین لا تراك علیها رقیبا وخسرت صفقۃ عبد لم یجعل له من حبك نصیبا۔

الٰہی [۲۰۴] امرت بالرجوع الی الآثار فارجعنی الیها بکسوۃ الانوار وهدایۃ

دعوے کیونکر محض دعوے نہ ہونگے!

(۱۹۹) الٰہی! تیرے حکم نافذ اور مشیت غالب نے کسی صاحب مقال کے لئے جائے مقال اور کسی صاحب حال کے لئے مقام حال باقی نہ چھوڑا ہے۔

(۲۰۰) الٰہی! تو جانتا ہے کہ اگرچہ مجھ سے طاعت کی بجا آوری پر مداومت نہیں ہوئی لیکن طاعت کی محبت و عزم پر یقیناً مداومت رہی ہے۔

(۲۰۱) الٰہی! جب تو قاہر و غالب ہے تو میں کیونکر عزم راسخ کر سکتا ہوں اور جب تو حکم فرماتا ہے تو میں کس طرح پختہ ارادہ نہ کروں!

(۲۰۲) الٰہی جو چیز اپنے وجود میں تیری محتاج ہے اس سے تیرے وجود پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے؟ کیا ماسوی کو ایسا ظہور ہو سکتا ہے جو تجھے حاصل نہ ہو یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنیوالا بنے۔ تو غائب ہی کب ہے جو تیرے وجود پر کسی دلیل لانے کی حاجت پڑے اور تو بعید ہی کب ہے جو مخلوقات اور آثار کے ذریعہ تجھ تک رسائی ہو سکے!

(۲۰۳) الٰہی! وہ آنکھ جو تجھ کو اپنے اوپر نگہبان و محافظ نہ دیکھے اندھی ہو۔ اور اس بندے کی تجارت جس نے اپنے لئے تیری محبت کا حصہ نہیں لیا ٹوٹے میں پڑی ہوئی ہو!

(۲۰۴) الٰہی! تو نے آثار کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے تو مجھے اپنے انوار کے لباس میں اور نور بصیرت کی رہنمائی کے ساتھ ان کی طرف پھیر۔ تاکہ جس طرح سے

الا ستبصار حتی ارجع الیك منها کما دخلت الیك منها مصون السر عن النظر الیها و مرفوع الهمة عن الاعتماد علیها انك علی کل شیٔ قدیر۔ ۲۰۵ الٰهی هذا ذلی ظاهر بین یدیك وهذا حالی لا یخفی علیك منك اطلب الوصول الیك وبك استدل علیك فاهدنی بنورك الیك واقمنی بصدق العبودیة بین یدیك۔ ۲۰۶ الٰهی علمنی من علمك المخزون وصنی بسر اسمك المصون۔ ۲۰۷ الٰهی اغننی بتدبیرك عن تدبیری وباختیارك لی عن اختیاری واوقفنی علی مراکز اضطراری۔ ۲۰۸ الٰهی اخرجنی من ذل نفسی وطهرنی من شکی وشرکی قبل حلول رمسی بك استنصر فانصرنی وعلیك اتوکل فلا تکلنی وایاك اسئل فلا تخیبنی وفی فضلك ارغب فلا تحرمنی

میں قلب محفوظ اور ان پر اعتماد کرنے سے بلند ہمت ہو کر تیری بارگاہ میں داخل ہوا تھا۔ اسی بے نیازی کے ساتھ اب تیری بارگاہ عالی کی طرف رجوع کروں بیشک تو ہر ایک چیز پر قادر ہے"

(۲۰۵) الٰہی! یہ میری ذلت اور عاجزی تجھ پر ظاہر ہے اور میرا حال تجھ سے مخفی نہیں۔ تجھ سے ہی تیری بارگاہ تک پہونچنا طلب کرتا ہوں اور تیرے ہی ساتھ تیری طرف رہنمائی چاہتا ہوں پس اپنے نور کے ساتھ اپنے حضور تک میری رہنمائی فرما اور سچی عبودیت میں مجھے اپنے سامنے قائم رکھ"

(۲۰۶) الٰہی! اپنے پوشیدہ علوم کی مجھکو تعلیم فرما۔ اور اپنے محفوظ نام (اسم اعظم) کی ستر و برکت سے مجھے محفوظ رکھ"

(۲۰۷) الٰہی! مجھکو اپنی تدبیر کے ساتھ میری تدبیر سے اور اپنے اختیار کے ساتھ میرے اختیار سے بے نیاز و بے پروا کر دے اور مجھے اپنے مراتب عجز پر ٹھیرائے رکھ"

(۲۰۸) الٰہی۔ مجھکو میرے نفس کی ذلت حرص و طمع سے نکال۔ اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے مجھکو شک و شرک سے پاک فرما۔ تجھی سے اپنی ہوائے نفسانی اور وساوس شیطانی پر مدد مانگتا ہوں تو میری مدد کر۔ اور تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں کسی دوسرے کے سپرد نہ فرما۔ اور تجھی سے سوال کرتا ہوں مجھکو نا امید نہ کر۔ اور تیرے فضل و کرم کا امیدوار

وإلى جنابك انتسب فلا
تبعدني وببابك اقف
فلا تطردني - الٰهي (۲۰۹) تقدس
رضاك ان تكون له علة
منك فكيف تكون له
علة مني انت غني بذاتك
عن ان يصل اليك النفع
منك فكيف لا تكون غنيا
عني - الٰهي (۲۱۱) ان القضاء و
القدر غلبني وان الهوى
بوثاق الشهوة اسرني
فكن انت النصير لي حتى
تنصرني وتنصر بي واغنني
بفضلك حتى استغني بك
عن طلبي انت الذي
اشرقت الانوار في قلوب
اولياءك حتى عرفوك و
وحدوك وانت الذي
ازلت الاغيار من
قلوب احبابك حتى
لم يحبوا سواك
ولم يلجئوا الى غيرك
انت المونس لهم حيث
اوحشتهم العوالم و

ہوں مجھے محروم نہ فرما۔ اور تیری ہی بارگاہ عالی کی طرف منسوب ہوں۔ مجھکو وہاں سے دور نہ کر اور تیرے ہی دروازہ پر کھڑا ہوں مجھے وہاں سے نہ دھکیل"

(۲۰۹) الٰہی۔ جب تیری رضا اس سے بھی پاک اور منزہ ہے کہ تیری طرف سے اس کے لئے کوئی علت یا سبب ہو۔ تو بھلا میرا کوئی عمل یا حال اسکا سبب کیونکر ہو سکتا ہے"

(۲۱۰) الٰہی! جب تو اپنی ذات کاملہ میں اس سے بھی غنی ہے کہ تجھکو تجھ سے کوئی نفع پہونچے تو بھلا مجھ ناقص و ناکارہ سے تو کیونکر غنی نہ ہوگا"

(۲۱۱) الٰہی قضا و قدر مجھ پر غالب آئی۔ اور ہوائے نفسانی نے شہوت کی مضبوط زنجیروں میں مجھے جکڑ لیا ہے۔ تو اب تو ہی میرا مددگار ہو جا۔ کہ میری بھی اعانت کرے اور میرے واسطہ سے دوسروں کی بھی مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قدر غنی کردے کہ تیرے مشاہدۂ جلال و جمال کے ساتھ اپنی طلب سے بھی مستغنی ہو جاؤں۔ تو وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں معارف کے انوار یہانتک روشن کئے کہ انہوں نے تجھے پہچانا اور تیری وحدانیت کا اعتراف کیا۔ اور تو وہ ذات پاک ہے۔ جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے اغیار کے تعلق یہانتک قطع کر ڈالے کہ انہوں نے تیرے سوا کسی کو محبوب نہ بنایا اور نہ تیرے سوا کسی دوسرے کا سہارا پکڑا۔ عالم کے کدورات نے جب

انت الذی ھدیتھم حتی
استبانت لھم المعالم۔
ماذا وجد من فقدك
وما الذی فقد من وجدك
لقد خاب من رضی
دونك بدلا ولقد خسر من
بغی عنك متحولا۔ الٰھی (۲۱۲) کیف
یرجی سواك وانت ما
قطعت الاحسان وکیف
یطلب من غیرك وانت
ما بدلت عادۃ الامتنان
(۲۱۳) یا من البس اولیاءہ ملابس
ھیبتہ فقاموا بعزتہ
مستعزین انت الذاکر من
قبل الذاکرین وانت البادی
بالاحسان من قبل توجہ
العابدین وانت الجواد
بالعطاء من قبل طلب
الطالبین وانت الوھاب
ثم انت لما وھبتنا من
المستقرضین۔ الٰھی (۲۱۴) ان
رجائی لا ینقطع عنك و
ان عصیتك کما ان خوفی لا
یزایلنی وان اطعتك۔

ان کو متوحش وپریشان کیا تو تُو ہی ان کا مونس ہوا اورحق کے راستے ان پر اسی لئے منکشف ہوئے کہ تو نے ہی ان کی رہنمائی فرمائی۔ جس نے تجھکو نہ پایا اس نے کیا پایا۔ اور جس نے تجھکو پایا اس نے کیا نہ پایا۔ جو تیرے بدلے کسی دوسرے سے راضی ہوا وہ خائب وخاسر رہا۔ اور جس نے تیری بارگاہ عالی سے دوسری طرف منہ موڑا۔ اس نے سخت نقصان اٹھایا۔"

(۲۱۲) الٰہی! تو نے اپنا احسان کم نہیں کیا ہے تو پھر کسی طرح سے تیرے سوا کسی دوسرے سے امید کی جائے اور تو نے اپنی بندہ نوازی کی عادت کو نہیں بدلا ہے تو تیرے غیر سے کیونکر سوال کیا جائے؟"

(۲۱۳) اے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی ہیبت کا لباس پہنایا۔ تو وہ اس کی عزت کیساتھ عزت والے ہوکر قائم ہوئے۔ ذکر کرنے والوں کے وجود سے پیشتر تو اپنے احسان سے ان کو یاد کرنے والا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی توجہ سے پہلے تو لطف واحسان کی ابتدا کرنیوالا ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے سوال سے پہلے تو بخشش کرنیوالا ہے۔ تو ہی بخشنے اور دینے والا ہے۔ پھر خود ہی دیکر اپنی عطا ہم سے بطریق قرض مانگنے والا ہے؟"

(۲۱۴) الٰہی! اگرچہ میں تیری نافرمانی کروں پھر بھی میری امید منقطع نہیں ہوتی جس طرح سے کہ اگرچہ تیری فرمانبرداری کروں تو تیرا خوف مجھ سے زائل نہیں ہوتا؟"

(۲۱۵) الٰهی کیف اخیب وانت املی وکیف اهان وعلیك متکلی ۔ (۲۱۶) یا من استوی برحمانیته علی عرشه فصار العرش غیبا فی رحمانیته کما صارت العوالم غیبا فی عرشه

(۲۱۷) یا من احتجب فی سرادقات عزه عن ان تدرکه الابصار

(۲۱۸) یا من تجلی بکمال بهائه فتحققت عظمته الاسرار کیف تخفی وانت الظاهر ام کیف تغیب وانت الرقیب الحاضر۔

والله الموفق

وبه استعین

انتهی ما فی الحکم ملتقطا وملخصا۔

اقول

وانا العبد الفقیر الی رحمة ربی محمد حسن الفاروقی عفی الله عنه

(۲۱۵) الٰہی! تو ہی میری اصل امید ہے تو پھر میں کیونکر نا امید ہو سکتا ہوں اور تو ہی میرا سہارا ہے پھر میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔"

(۲۱۶) اے وہ ذات! کہ جو اپنی رحمانیت سے عرش پر اس طرح مستوی وغالب ہوئے کہ عرش بھی اس رحمانیت میں غائب ومستور ہو گیا جس طرح کہ سارے عالم اس عرش کے اندر ہی غائب وپوشیدہ ہیں۔"

(۲۱۷) اے وہ ذات! جو اپنی عزت وعظمت کے پردوں میں آنکھوں کے ادراک سے بالاتر ومحجوب ہے۔"

(۲۱۸) اے وہ ذات! جس نے اپنی صفات کمالیہ کے ساتھ عارفین کے قلوب پر تجلی فرمائی۔ تو اس کی بے نہایت عظمت ان کے قلوب کے اندر متحقق وراسخ ہو گئی۔ تو بھلا کیونکر چھپ سکتا ہے جبکہ تو ظاہر وآشکارا ہے۔ اور تو بھلا غائب کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ تو ہی نگہبان وحاضر ہے۔"

"اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی سے ہم اعانت طلب کرتے ہیں۔"

یہاں تک حکم کے چیدہ مقامات کی تلخیص ختم ہوئی۔ فقط

میں جو اپنے پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ محمد حسن فاروقی اللہ تعالیٰ اپنے لطف خفی سے مجھے

بلطفه الخفی۔
الٰهی ان تعذبنی
فانی حقیق بالذی
قد کان منی و
کم من زلة لی فی
الخطایا سترت و
انت ذو فضل ومنّ
یظن النّاس بی خیرا
وانی لشر النّاس
ان لم تعف عنی
فمالی حیلة الا رجائی
لعفوك ان عفوت
وحسن ظنی۔ الٰهی
عبدك العاصی اتاکا
مقرا بالذنوب و
قد دعاکا فان تغفر
فانت
لذاك اهل
وان
تطرد فمن یرحم
سواکا
الٰهی ما عصیتك من
عناد ولکن شقوتی بلغت
مناها

بخش دے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں یہ مناجات پیش کرتا ہوں۔

(۱) اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے عذاب دے تو بسبب ان گناہوں کے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں میں بیشک اس کا سزاوار ہوں۔"

(۲) اور کتنی میری خطاؤں کی لغزشوں پر تم نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ بیشک تو صاحب فضل وکرم ہے۔"

(۳) لوگ مجھے اچھا اور نیک خیال کرتے ہیں اور میں سب سے بدتر ہونگا۔ اگر تو نے مجھے عفو نہ فرمایا۔"

(۴) میرے پاس میری نجات کیلئے کوئی حیلہ نہیں مگر ایک تیرے عفو کی امید اگر تو نے مجھے بخش دیا۔ اور دوسرا میرا حسن ظن جو تیرے لطف سے وابستہ ہے۔"

---

(۱) اے پروردگار۔ تیرا نافرمان بندہ تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے اس حال میں کہ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے۔ اور تجھے پکار رہا ہے۔"

(۲) اگر تم اسے بخش دوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے لائق ہو۔ اگر تم اسے ہنکال دوگے تو تیرے سوا اس پر بھلا کون رحم کرے گا۔"

فان تغفر فانت
لذالک اھل وان تطرد
نا ھاثم اھا
قد وقع الفراغ بحمد اللہ
وحسن توفیقہ من تالیف
الرسالۃ
المسماۃ
بطریق النجاۃ
یوم الاثنین اول الشھر
الربیع الاول المبارک
المنسلک فی شھور سنۃ
تسع واربعین بعد الالف
وثلثمائۃ۔ اللھم اختم لنا
بالخیر والسعادۃ ونجنا بفضلک
من اھوال یوم القیمۃ بجاہ
من لہ العزۃ والکرامۃ
وصلی اللہ علی سیدنا
محمد والہ واصحابہ سفن
النجاۃ ونجوم الھدایۃ امین

(۱) اے میرے پروردگار۔ کسی عناد یا سرکشی کی وجہ سے میں نے تیری نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ میری کمبختی اپنی آرزو کو پہونچ گئی۔

(۲) اگر مجھے بخش دوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے اہل ہو اور اگر نکال دوگے تو نہایت افسوس کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی نیک توفیق سے رسالہ طریق النجات کی تالیف سے پیر کے دن اوائل ربیع الاول سنہ تیرہ سو انچاس (۱۳۴۹) ہجری میں فراغت حاصل ہوئی۔

اے میرے پروردگار۔ ہمارا خاتمہ سعادت و خوبی کے ساتھ کیجیو۔ اور اپنے فضل و کرم سے بحرمت ذات معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز قیامت کے ہولناک مصائب سے ہمیں نجات بخشیو۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولنا
محمد والہ واصحابہ وبارک
وسلم
آمین

رسالة التنویر فی بیان مسئلة التقدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اعلم وفقك اللہ تعالیٰ ان مسئلة التقدیر من ادق مسائل علم الکلام والایمان بہ واجب والبحث عن کنہ ماھیتھا ممنوع کما اشرنا الیہ فی اول کتاب طریق النجاة وکذلك مسئلة الروح قال اللہ تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنحن لا نبحث عن کنہ ماھیة ھاتین المسئلتین لقصور افھامنا عن درکھا ونفوض علمھا الی اللہ العزیز العلیم لکن البحث عن مسئلة التقدیر من حیث تعلقھا بافعال العباد والبحث عن الروح من حیث تعلقھا بابدان العباد۔ فقوم انکروا القدر وھم القدریة وقوم اثبتوہ

رسالہ تنویر دربیان مسئلہ تقدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی اور برگزیدہ بندوں پر سلام کہنے کے بعد جاننا چاہئے (اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے) کہ تقدیر کا مسئلہ علم کلام کے دقیق ترین مسائل میں سے ہے۔

حاصل یہ کہ تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی حقیقت اور ماہیت کے بحث میں پڑنا ممنوع ہے۔ جس کی طرف ابتدائی کتاب میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ روح کو بھی بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہ لوگ آپ سے (حضور کو خطاب ہے) روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں آپ کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تم لوگوں کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے" اس لئے ہم بھی اپنی کوتاہی عقل کی بنا پر کہ ان دونوں مسئلوں کے درک سے ہمارا فہم قاصر ہے۔ ان کی حقیقت اور ماہیت کا بحث نہیں چھیڑتے۔ اور ان کا علم اللہ ہی کو سونپ دیتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تقدیر کا اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ اس کو افعال عباد سے کیا تعلق ہے۔ اور مسئلہ روح کا یوں بحث کیا جاتا ہے کہ اس کو ابدان عباد سے کیا لگاؤ ہے۔

ایک گروہ نے تو قدر کا صاف انکار کر دیا ہے۔ ان کو "قدریہ" کہا جاتا ہے۔ اور ایک جماعت قدر

وجعلوا العبد مجبوراً وهم
المرجئة وهدى الله تعالى
اهل السنة والجماعة الى الطريق
الاوسط الاحوط - عن ابن
عباس رض ان النبي صلى الله
عليه وسلم قال صنفان
من امتي ليس لهما في
الاسلام نصيب المرجئة
والقدرية قال الشيخ علي
القاري في المرقات المرجئة
هم الذين يقولون الافعال
كلها بتقدير الله تعالى و
ليس للعباد فيها اختيار فانه
لا يضر مع الايمان معصية
كما لا ينفع مع الكفر طاعة-
والقدرية هم المنكرون
للقدر القائلون بان افعال
العباد مخلوقة بقدرتهم
لا بقدرة الله تعالى وارادته
وانما نسبت هذه الطائفة الى
القدر لانهم يبحثون في القدر كثيرا
انتهى - والباعث علينا في البحث
عن مسئلة التقدير نجات عقائد
المسلمين عن الزيغ وعن نسبة الظلم
الى الله تعالى وقد ابتلى بهذه المصيبة

کا تو اثبات کرتی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ بندے
کو بھی بالکل مجبور سمجھتے ہیں - ان کو "مرجیہ" کہا
جاتا ہے - درمیانی اور محتاط طریقہ پر اللہ تعالیٰ نے
اہل سنت والجماعت ہی کو ہدایت فرمائی ہے -

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ میری
امت میں سے ایسے ہوں گے کہ جو اسلام سے بالکل
بے بہرہ ہوں گے ایک مرجیہ اور دوسرے قدریہ "
شیخ علی قاری "مرقات میں لکھتے ہیں کہ مرجیہ
وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کل افعال اللہ تعالیٰ کی
تقدیر سے ہیں اور بندوں کو ان میں کوئی اختیار نہیں
اس لئے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت
ضرر رساں نہیں جس طرح سے کہ کفر کے بعد کوئی طاعت
فائدہ مند نہیں - اور قدریہ وہ ہیں جو قدر کا انکار
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال بندوں
کی ہی قدرت سے پیدا شدہ ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت
اور ارادہ کو اس میں کوئی دخل نہیں - اس جماعت
کو قدریہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسئلہ قدر
میں بحث بہت کرتے ہیں - (انتہا)

ہماری غرض مسئلہ تقدیر کے بحث سے یہ ہے
کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور اللہ تبارک وتعالیٰ
کیطرف ظلم کی نسبت کرنے سے نجات پائیں - اور
یہی بات ہمارے لکھنے کی باعث ہوئی کہ اس
مصیبت میں بہت سے اللہ کے بندے مبتلا نظر

كثير من العباد فانك ترى
كثيرا من المنهمكين في الضلالة
التاركين لفرائض الله تعالى
اذا عاتبتهم بذلك يقولون هذا
شيء قدره الله علي قبل خلقي و
انا ما اقدر على تغيير خلق الله.
فمعنى هذه العبارة اني مجبور
في ترك الواجبات و فعل المنهيات
والمجبور معذور وكيف يعذبني
الله تعالى على امر قدره الله
علي قبل خلقي. وهذه العقيدة
مفضية الى ابطال الشرائع و تعطيل
ارسال الرسل عياذا بالله منها
وقد وقع لي مناظرة مع من يدعي
العلم والصلاح في هذه المسئلة
فقال العبد مجبور لان الله تعالى
قال والله خلقكم وما تعملون
فاعمال العبد لما كانت مخلوقة
لله تعالى فكيف يقدر العبد
على تغيير خلق الله. فقلت له
العبد مختار في فعله وان كان
مجبورا في اختياره لان الله
تعالى يقول فمن شاء فليؤمن
ومن شاء فليكفر نعلم

آتے ہیں۔ اور بہت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ گمراہی میں منہمک اور فرائض الٰہی کو ترک کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر تم ان کو ملامت اور تنبیہ کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ "یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش ہی سے پہلے لکھ دیں تھیں اب ہمیں کیا قدرت و اختیار ہے کہ خلق الٰہی میں تغیر و تبدل کر سکیں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ واجبات کے ترک کرنے اور اور محرمات کے ارتکاب پر ہم مجبور ہیں اور مجبور تو معذور ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بھلا ہمیں ایسی بات پر کیونکر عذاب دے گا۔ جس کو ہماری پیدائش سے ہی پہلے اس نے ہماری تقدیر میں لکھدیا ہو" اصل میں یہ عقیدہ اس بات پر جاکر ختم ہوتا ہے کہ عیاذاً باللہ سب شریعتیں باطل اور بیکار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو فضول بھیجا ہے۔

ایک ایسے شخص کے ساتھ جو علم و فضیلت کے دعوے کرتا تھا میرا اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو اس نے یہ کہا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس جبکہ بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہیں تو بندہ بیچارہ تغیر خلق الٰہی پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بندہ اپنے فعل میں مختار ہے اگرچہ اپنے اختیار میں مجبور ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے کافر بنے۔ اس سے ثابت ہوا کہ

ان للعبد مشیئۃ والمشیئۃ ھی الاختیار۔ فقال وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰہ فمشیئۃ العبد منفیۃ۔ قلت ھذا ھو معنی قولنا انہ مجبور فی اختیارہ فحرکۃ الصحیح خلاف حرکۃ المرتعش فالمرتعش مجبور فی حرکتہ والصحیح لیس مجبورا فی تحرکہ لان تحرکہ بارادتہ لابد ان تکون لمصلحۃ دینیۃ او دنیویۃ نفسیۃ او روحیۃ نعم الطاقۃ الارادیۃ مخلوقۃ للہ تعالی بعد عزمک لذلک الفعل وھذا معنی الآیۃ واللہ خلقکم وما تعملون فسکت۔ ولما کان فی المسئلۃ اغماض اردت مزید من شرحھا فنقول وباللہ التوفیق۔

اعلم

یا اخی

اولا سعۃ علم اللہ تعالی من قولہ تعالی و ان اللہ قد احاط بکل شیئ علما

بندہ مشیئۃ (چاہنے کی قوت) رکھتا ہے اور مشیت ہی اختیار ہے۔

اس نے کہا کہ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بندہ مشیت نہیں رکھتا؟

میں نے کہا کہ یہی تو ہمارے اس قول کی معنی ہے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھو کہ تندرست آدمی کی حرکت اس آدمی کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے جس کو رعشہ کا مرض ہو۔ مرتعش اپنی حرکت میں مجبور ہوتا ہے اور تندرست حرکت دینے میں مجبور نہیں اس لئے کہ وہ تو اپنے ارادہ ہی سے حرکت دیتا ہے۔ جو ضرور ہے کہ کسی دینی یا دنیوی۔ نفسانی یا روحانی مصلحت کے بناء پر ہوگی۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ خود طاقت ارادہ یہ تمہارے عزم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے یعنی اللہ کی مخلوق ہے۔ اور یہی اس آیت کی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس وہ شخص چپ ہو گیا۔ لیکن چونکہ ابھی اس مسئلہ میں پیچیدگی اور اشکال باقی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کو کچھ کھول دوں۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق مانگتا ہوں)

اے میرے عزیز بھائی! پہلے اللہ تعالیٰ کی وسعت علم کو خود اللہ ہی کے کلام سے معلوم کرو

ومن قولہ تعالیٰ یعلم ما بین
ایدیھم وما خلفھم ولا
یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما
شاء ومن قولہ تعالیٰ عالم
الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ
فی الارض ولا فی السماء ولا
اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی
کتاب مبین ومن قولہ تعالیٰ
ولو ان ما فی الارض من شجرۃ
اقلام والبحر یمدہ من بعدہ
سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ
والمراد من کلمات اللہ معلومات
اللہ۔ والبرھان العقلی علی
سعۃ علمہ تعالیٰ انک تری ما
خلق اللہ فی الارض من النباتات
والجمادات وذوی الارواح
بحیث یتحیر عقلک فی عدھا
وتعلم یقینا ان خالق الجمیع
ھو اللہ تعالیٰ وھو رازقھم و
حافظھم وعلمہ بکل شیٔ مقدم علی
خلقہ والخلق فرع من فروع
علمہ لان من اراد خلق شیٔ لابد ان
یعلم اولا غایتہ من نفعہ وضررہ و
خیرہ وشرہ وانفاسہ وارزاقہ وحالہ
ومالہ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ارشاد ہے کہ وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا۔ اور ارشاد ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جو کتاب ظاہر میں موجود نہ ہو۔ اور ارشاد ہے کہ اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں سب قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو کہ اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں۔ (جب بھی) اللہ کے کلمات تمام نہ ہوں گے: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے معلومات ہیں:

اللہ تعالیٰ کی وسعت علم پر عقلی دلیل یہ ہے کہ زمین پر جو چیزیں نباتات، جمادات، اور حیوانات اللہ کی پیدا کی ہوئی اس انداز میں دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے شمار میں عقل چکر کھا جاتی ہے۔ اور اس بات کو یقیناً ہر ایک جانتا ہے کہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ان کا رازق اور نگہبان ہی ہے۔ اور علم ہر ایک چیز کا اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ہوتا ہے اور خلق تو علم کے فروغ میں سے ہے اس لئے کہ جو شخص کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے ضرور ہے کہ پہلے اس کی غایت۔ نفع و نقصان۔ خیر و شر۔ انفاس و ارزاق۔ حال و مآل

فبعد ما علم جمیع ذلك یقدم
علی خلقه فبین العلم و الخلق
عموم وخصوص فلكل فرد من
افراد المخلوقات الغیر المتناهیة
علوم غیر متناهیة لخالق
ذلك المخلوق وان نظرت فی
ملكوت السماوات وما فوقها
من المخلوقات تری الارض
بمخلوقاتها بالنسبة الیها كقطرة
الی البحر المحیط فكیف تفی اقلام
الاشجار ومداد البحار المتناهیة
بكتابة العلوم الغیر المتناهیة
فسلم ان القدیم به قدیر وان كان
الحدیث به ضعیفا ثم اعلم ان
علمه تعالی لیس كعلومنا حیث
یتكون بعد ادراك المحسوسات
والمعلومات فان المعلومات جمیعها
من الازل الی الابد صغیرها و
كبیرها قدیمها وحدیثها منكشفة
فی علمه تعالی انكشافا تاما بسیطا
بحیث لا یعزب عنه مثقال ذرة
فی الارض ولا فی السماوات وان ما
اشرنا الی علمه تعالی بالانكشاف
البسیط انما هو بحسب فهمنا القاصر

سب کچھ جان لے - جب ان تمام امور کو جان لیتا ہے تو اس کے خلق پر اقدام کر سکتا ہے -

اس صورت سے علم اور خلق میں عموم خصوص کی نسبت ہوئی - پس افراد مخلوقات غیر متناہیہ کے ہر ایک فرد کے لئے اس کا خالق یقیناً علوم غیر متناہیہ رکھتا ہے - اگر تم عالم سمٰوٰت اور جو اس سے بھی اوپر ہیں ان کے مخلوقات کو دیکھ لو تو زمین کی مخلوقات ان کی بہ نسبت ایسے معلوم ہونگیں جو نسبت ایک قطرے کو بحر محیط کے ساتھ ہو سکتی ہے - تو اب خود ہی سوچو کہ درختوں کی قلمیں اور دریاؤں کی سیاہیاں کہ جو سب متناہی ہیں علوم غیر متناہیہ کے لکھنے کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں - تو تمہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ قدیم ان سب پر قادر ہے اگرچہ حادث اس کے جاننے سے عاجز ہے - اور اس بات کو بھی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علوم کی طرح نہیں ہے کہ معلومات اور محسوسات کے ادراک کے بعد پیدا ہوتا ہو - بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سارے معلومات چھوٹے اور بڑے نئے اور پرانے کہ جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہیں سب کے سب ظاہر منکشف ہیں بانکشاف تام بسیط - اسطرح پر کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز اس سے آسمان اور زمین میں پوشیدہ نہیں ہے -

ہم نے جو علم الٰہی کی تعبیر "انکشاف تام بسیط" کے لفظ سے کی ہے تو یہ باعتبار ہمارے افہام ناقصہ کے

والا فعله تعالیٰ صفة ذاتیة له تعالیٰ فکما لا نقدر علی معرفة ذاته تعالیٰ کذلک لا نقدر علی معرفة صفاته اذا علمت هذا فاعلم انه تعالیٰ علم فی الازل انی اخلق العبد الفلانی فی یوم کذا فی ساعة کذا من سنة کذا ویبقی فی بطن امه کذا من الشهور والایام ویولد فیعلم عمره وعمله ورزقه واجله وخیره وشره وصحته وسقمه وکلامه وصمته وطاعته وعصیانه واکله وشربه واخلاصه ونفاقه وسعادته وشقاوته وحرکه وسکونه ونومه ویقظته وحیاته ومماته وجمیع اطواره واوضاعه من حین یولد الی حین یموت وبعد الموت الی ابد الآباد وعلم انه یفعل کذا فی ساعة کذا او جازیه بکذا وکان هذا العلم مستکنا فی خزائن العلوم الغیر المتناهیة فلما ان اراد الله تعالیٰ اطلاع بعض خواص عباده

ہے - ورنہ علم الٰہی خداوند تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے اور جس طرح سے کہ ہم خداوند تعالیٰ و تقدس کی معرفت ذات پر قدرت نہیں رکھتے - اسی طرح سے معرفتِ صفات پر بھی ہم قادر نہیں ہیں -

اس کے بعد یہ سمجھو کہ خداوند تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا - کہ میں فلاں بندہ کو فلاں دن اور فلاں ساعت اور فلاں برس میں پیدا کروں گا - اور یہ بندہ اپنی ماں کے پیٹ میں اتنے مہینے اور اتنے دن رہیگا - اور اس کے بعد تولد ہوگا - اسی طرح سے اس کی عمر اور عمل - رزق اور اجل خیر و شر - تندرستی اور بیماری - گفتگو اور خاموشی - فرمانبرداری اور نافرمانی - کھانا اور پینا - اخلاص اور منافقی - نیک بختی اور بدبختی - حرکت اور سکون - سونا اور جاگنا - حیات اور موت - اور سارے اوضاع و اطوار جب سے پیدا ہوا ہے مرنے کے دم تک اور مرنے کے بعد ابد الآباد تک سب جان لئے تھے - اور یہ بھی جان لیا تھا کہ یہ بندہ ایسا کام فلانی ساعت میں کرے گا - اور اس کی یہ جزا اسے ملے گی - یہ علم دراصل خزائن علوم غیر متناہیہ میں پوشیدہ تھا - لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے بعض خاص بندوں

علیہ من الملئکۃ المقربین وارواح عبادہ الصالحین قابل ذلک العلم المکنون باللوح المحفوظ نظہر جمیع ذلک فی اللوح بطریق الانعکاس بواسطۃ القلم الربانی فذلک ھو التقدیر الذی امرنا بالایمان بہ والقضاء الذی امرنا بالرضاء بہ ولابد ان یظہر جمیع ماکتب فی اوقاتہ المخصوصۃ المقدرۃ لہا لاتبدیل لکلمات اللہ تعالٰی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ھو کائن و فی ھذا المحل یمحو اللہ ما یشاء بسبب من الاسباب ویثبت مایشاء بسبب من الاسباب لان القادر علی الایجاد قادر علی الاعدام بالطریق الاولٰی

و

ذلک تقدیر العزیز العلیم

یعنی ملائکہ مقربین اور صالح بندوں کے ارواح کو اس سے اطلاع دے تو اس پوشیدہ علم کو لوح محفوظ کے سامنے کر دیا تو وہ سب لوح محفوظ میں بواسطہ قلم ربانی بصورت انعکاس ظاہر ہو گئے۔ اسی کو تقدیر کہتے ہیں جس پر ایمان لانے کا امر کیا جاتا ہے اور یہی قضا ہے جس پر راضی رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور ضرور ہے کہ جو کچھ وہاں لکھا جا چکا ہے وہ اپنے اوقات مخصوصہ معینہ پر ہی ظاہر ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیل کی گنجائش نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو چیزیں ہونے والی ہیں ان کو لکھ کر قلم فارغ ہو گیا ہے" اور اسی محل میں یہ آیت وارد ہے کہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کسی سبب سے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے کسی سبب سے۔ اس لئے کہ جو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ ناپید کرنے پر بطریق اولیٰ قادر ہو گا۔

اور یہ خداوند غالب و دانا کی تقدیر ہے۔

اذا علمت هذا فاعلم ان التقدير على نوعين النوع الاول ما كان لكسب العبد فيه مدخلٌ و تسببٌ كحصول الرزق و الافعال البدنية والحركات الارادية والنوم واليقظة والطاعة والعصيان وغيرها والنوع الثاني مالم يكن لكسب العبد فيه مدخلٌ كالحيوة والممات والصحة والسقم وعروض الافات الارضية والسماوية وتولد الذكور والاناث من الاولاد وغيرها ولا كلام لنا فيما لم يكن لكسب العبد فيه مدخل واللازم على العبد فيها التسليم والرضا. واما النوع الاول فهو ما كان لكسب العبد فيه مدخل. فنقول ان عمل العبد سببٌ لتقديره تعالى خيرًا كان او شرًّا

والجزاء

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہیئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے۔ پہلا قسم وہ ہے کہ جس میں بندے کے کسب و عمل کو اس میں دخل ہو اور کسب اس کا سبب بن جاتا ہو۔ جیسے حصول رزق۔ افعال بدنیہ اور حرکات ارادیہ نیند اور بیداری طاعت وعصیان وغیرہ۔

اور دوسرا قسم وہ ہے جس میں کسب عبد کو مطلق دخل نہیں جیسے حیات وموت صحت ومرض۔ آفات سماویہ وارضیہ کا عارض ہونا۔ اولاد میں نر و مادہ کا پیدا کرنا وغیرہ۔

اور اس صورت میں جس میں کہ بندہ کے کسب کو دخل نہیں ہماری گفتگو بے سود ہے بلکہ بندہ پر اس صورت میں یہ لازم ہے کہ تسلیم اور رضا کو اپنا مسلک بنائے۔

لیکن پہلا قسم "جس میں بندے کے کسب کو دخل ہوتا ہے" اس کے بارہ میں ہم تمہیں بتلا دیتے ہیں کہ بندہ کا عمل نیک ہو چاہے برا اللہ تعالی کی تقدیر کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جزاء جو اس پر

المرتب علیہ مسبّب لہ لان العبد یعمل باختیارہ خیرًا کان اوشرًا ویجزیہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کان خیرا فخیرٌ وان کان شرًا فشرٌ ان لم تسبقہ العنایۃ بالتوبۃ او بالشفاعۃ اوغیر ذلک حتی انہ لم یکتب علیہ شرۃ برھۃ من الزمان لعلہ یتوب کما ورد فی الحدیث قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحًا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید و

قال تعالیٰ

فاما من اعطیٰ

واتقیٰ

وصدق بالحسنیٰ

فسنیسرہ

للیسریٰ

مرتب ہوتی ہے وہ اسی کا نتیجہ یا سبب ہوتی ہے اس لئے کہ بندہ برا یا بھلا عمل اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ پھر اس عمل کے لحاظ سے بری یا بھلی جزا دے دیتا ہے بشرطیکہ عنایت ازلی نے توفیق توبہ سے اس کی دستگیری نہ کی اور شفاعت نے اس کو اپنے سایۂ رحمت میں نہ لیا وغیر ذالک۔

یہ صورت نہیں ہوتی کہ یکایک بری جزا اس کے لئے لکھ دی جاتی ہے اس لئے کہ شاید توبہ کی توفیق اسے نصیب ہوجائے۔ چنانچہ ایسا ہی حدیث شریف میں وارد ہوچکا ہے:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے کیا اور جس نے بدکاری کی تو وبال بھی اسی پر ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے کہ جس نے دیا اور تقویٰ کیا اور سچ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم آسان کر دیں گے

واما من بخل واستغنی و
کذب بالحسنیٰ فسنیسرہ
للعسریٰ وانت تعلم
ان فاء التعقیبیۃ تقتضی
الترتیب والتعقب فعلم
ان الجزاء یحدث بعد
العمل والتقدیر الازلی
وھو علم اللہ تعالی بھذہ
القصۃ لایجبر العبد
علی العمل ولیس تقدیرہ
تعالٰی فی الازل سببا
لمعصیۃ العبد حتی
یکون العبد مجبورا فی
المعصیۃ وینسب الظلم
الی حضرت اللہ تعالٰی
وتقدس بتعذیبہ
ایاہ بعد
مجبوریتہ تعالی
اللہ
عما یقول الظالمون
علوا
کبیرا
لان اللہ
تعالی

اسے آسانی کے لئے - اور جس
نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور
جھوٹ سمجھا اچھی بات (یا جنت)
کو تو ہم اس کو آسان کریں گے
سختی اور تنگی کے لئے ۔
اس آیۂ کریمہ میں (نحوی قاعدہ سے)
تم جانتے ہوگے کہ "فاء" تعقیبیہ ترتیب
اور درپے ہونے کو چاہتی ہے اس سے
ثابت ہوا کہ جزا عمل کے بعد
ہی پیدا کی جاتی ہے - اور تقدیر
ازلی یعنی علم الٰہی جو اس کام کے
متعلق تھا بندہ کو اس کام کرنے
پر مجبور نہیں کرتا - اور تقدیر الٰہی جو ازل
میں ہوچکی ہے بندے کی معصیت
کا سبب نہیں بن جاتی یہاں
تک کہ بندہ اپنی معصیت میں
بالکل مجبور ہو - اور حق سبحانہ وتعالی
کی طرف ظلم کی نسبت کی جا
سکے کہ بندہ کے مجبور ہونے کے
ساتھ اسے عذاب دیا جا رہا
ہے۔ "ظالموں کے اس کہنے سے
حق سبحانہ وتعالی برتر ہے اور
بہت برتر ہے
اس لئے کہ خداوند تعالی

ليس بظلام للعبيد بل
هو ارحم الراحمين
بعباده وكيف يكلف
الله
عباده بامره
لهم بلا امروا مر
ونهيه لهم عن المناهي
والحال
ان العباد لا يقدرون
على شيء
من ذلك ويسلب التوفيق
عنهم
لمن يامر الاعمى بقراءة
كتاب لم يعرفه و
قرا
قال الله تعالى لا يكلف
الله نفسا الا وسعها
لها ما كسبت
وعليها ما اكتسبت
وهذه العقيدة
من اخبث العقائد الفاسدة
لان فيها ابطال الشرائع
راسا
وارسال الرسل فضولا

اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے بندوں پر ارحم الرحمین ہے۔ خود ہی سوچو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسے اس بات کی بھلا تکلیف دے سکتا ہے کہ وہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو اس حال میں کہ بندے بے چارے کسی چیز قدرت ہی نہ رکھتے ہوں اور توفیق ان سے چھین لی گئی ہو!

یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص کسی اندھے کے سامنے کوئی کتاب کھول دے کہ اس کو بیٹھے پڑھا کر جس کو وہ بے چارہ جانتا ہی نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا۔

یہ عقیدہ سب عقائد فاسدہ میں نہایت ناپاک اور بُرا ہے اس لئے کہ اس کی بنا پر سب شریعتیں سرے سے بالکل باطل ٹھیریں گی۔ اور رسولوں کے مبعوث

وعبثا عیاذا باللہ منہا۔
فان قلت کیف یکون عمل العبد الحادث سببا لتقدیرہ تعالیٰ وتقدیرہ تعالیٰ ازلی وتقدم السبب علی المسبب مسلم عند اھل العلم فیلزم تقدم المسبب علی السبب وذا غیر جائز۔ قلت التبس علیک العلم بالعمل فان علمہ تعالیٰ بان العبد الفلانی یفعل الفعل الفلانی فی الزمن الفلانی واجازیہ بالجزاء الفلانی ھذا ھو التقدیر الازلی ونسلم تقدیمہ علی العمل الحادث للعبد ولیس ھذا التقدیر العلمی فی الحقیقۃ سببا ولا مسببا بل السبب عمل العبد الحادث والمسبب جزاء العمل الحادث قال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون۔ فکما ان خلق العبد حادث و مباشرۃ الابوین سبب لہ

ہونے کو فضول اور عبث کہنا پڑیگا پناہ بخدا۔

سوال ! بندے کا عمل جو حادث (نوپید) ہے تقدیر الٰہی ازلی کا کیسے سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ سبب کا مسبب پر مقدم ہونا اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اس صورت میں تو مسبب سبب پر مقدم ہو رہا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں۔

جواب ! تم پر علم اور عمل کا التباس ہو گیا ہے اس وجہ سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے صورت واقعہ یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو یہ بات تھی کہ فلاں بندہ فلانے زمانہ میں یہ کام کرے گا اور اس کو اس پر یہ جزا دی جائے گی یہی تقدیر ازلی ہے اور اس کی تقدیم بندے کے حادث فعل پر ہم ضرور مانتے ہیں لیکن یہ تقدیر علمی درحقیقت نہ سبب ہے نہ مسبب۔ بلکہ اس کا سبب بندے کا وہ حادث عمل ہے اور اس حادث عمل کی جزا اس کا مسبب ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو۔ پس جس طرح سے کہ بندہ خود حادث ہے اور والدین کی مقاربت اس کا سبب

كذلك خلق عمل العبد
حادث ومباشرة
العبد سبب له
وجزاء الله
تعالى
اياه بعد عمله الحادث
مسبب لذلك
الفعل
فلا يلزم تقدم المسبب
على السبب
فان قلت اما سمعت
فى الحديث الصحيح
معاتبة
موسى لآدم على نبينا
وعليهما
الصلوة والسلام
فى اكله الشجرة
فقال له
آدم عليه السلام
بكم علمت تقديره على امر
قدره الله على قبل خلق
باربعين عاما قال النبى
صلى الله عليه وسلم فحج آدم
موسى اه كما قال صلى الله عليه
وسلم

ہے اسی طرح سے بندے کا عمل کرنا حادث
ہے۔ اور خود بندے کا اس کام کو کرنا اس کا سبب
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس کو اس عمل حادث
کے بعد جزا دے گا یہ اس عمل کا مسبب ہے
پس کہاں سبب مسبب پر متقدم ہوا؟
سوال: کیا تم نے صحیح حدیث
میں نہیں دیکھا ہے کہ حضرت موسیٰ
نے حضرت آدم کے ساتھ شجرہ کے
کھانے کے بارہ میں مناظرہ اور معاتبہ
کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا
کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس بات کی
تقدیر میری پیدائش سے کتنا زمانہ
پہلے ہو چکی تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے کہا چالیس سال پہلے۔ تو حضرت
آدم نے کہا کہ کیا تم مجھے ایسی بات
پر ملامت کر رہے ہو جس کو حق تعالیٰ
نے میری پیدائش سے بھی چالیس
سال پہلے میرے
لئے
مقرر کر رکھا تھا
حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں:۔
پس اس حجت میں حضرت آدمؑ حضرت
موسیٰؑ پر غالب ہو گئے۔

فلو لم یکن العبد مجبورا
لقضاء الله تعالیٰ ما حجّ
آدمُ موسیٰ۔
قلنا القصة صحیحة وھی
تؤید مقصودنا من وجوہ
الاول ان موسیٰ علیہ
السلام کان نبیا و
رسولا اٰتاہ الله التوراة
فیھا تبیان کل شیءٍ فلو
کان آدمُ مجبورا فی اکلہ
الشجرة ما عاتبہ علیہ۔
الثانی ان کان آدم علیہ
السلام مجبورا فی فعلہ
ذلک لقال فی عذرہ
من خطیئتہ ربنا انت
ابتلیتنی بھذا ولکنہ
قال ربنا ظلمنا
انفسنا فان لم یکن
لہ اختیار لما نسب الظلم
الی نفسہ والثالث شھادة
رب العلمین علی
آدم بقولہ وعصیٰ آدمُ
ربہ فغویٰ ثم
تاب علیہ وھدیٰ۔

تو سوال یہ ہے کہ اگر بندہ قضائے الٰہی سے
مجبور نہ ہوتا تو کیسے حضرت آدم حضرت موسےٰ
پر غالب آتے؟

جواب:۔ یہ قصہ برابر صحیح ہے۔ لیکن یہ
تو اور کئی وجوہ سے ہمارے مقصود کی تائید
کر رہا ہے۔

وجہ اول یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول
اور نبی تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر تورات
اتاری تھی، جس میں ہر ایک چیز کا بیان تھا
پس اگر حضرت آدم اس شجرہ (گیہوں یا کھجور) جو
انہوں نے خلاف فرمان الٰہی جنت میں کھایا تھا
کے کھانے پر مجبور ہوتے تو حضرت موسیٰ ان پر
عتاب وملامت نہ کرتے؛

وجہ ثانی یہ کہ اگر آدم علیہ السلام اپنے فعل
میں مجبور ہوتے تو اپنی اس خطا کے عذر میں یوں
کہتے کہ "اے پروردگار تہیں نے تو مجھے اس
کام میں مبتلا کیا۔ ۔۔ ۔۔!!"
لیکن انہوں نے کہا تو یہ کہ "اے پروردگار،
ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے" تو اگر ان کا کچھ بھی
اختیار نہ ہوتا تو ظلم کو اپنی طرف کیوں نسبت دیتے؛

وجہ ثالث یہ کہ خود پروردگار عالم کی گواہی حضرت
آدم پر ان الفاظ میں ہے کہ "آدم نے نافرمانی کی
اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ پھر ان پر توجہ
فرمائی (اور) ان کی توبہ قبول فرمائی، اور راہ راست پر

فلو کان مجبورا لما نسب العصیان
والغوایۃ الیہ۔ بقی کلام فی
قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
فحج آدم موسیٰ ومفہومہ واللہ
اعلم باسرار کلام حبیبہ
ان آدم قال لہ ہذا امر قد
فرغ منہ ومعنی ما اراد اللہ
علیّ فی علمہ قبل خلقی فلا
ینفع ایلامک لی فی ہذا الوقت۔
فان قلت سلمنا ان للعبد
اختیار فی الفعل والترک و
سلمنا ان فعل العبد سبب
للجزاء المرتب علیہ فمن
این حصل لہ الطاقۃ علی
ذلک الاختیار قلنا ذلک من
اللہ العزیز العلیم وذلک
معنی قولنا مجبور فی اختیارہ
بمعنی ان طاقۃ الاختیار
حصلت لہ من اللہ تعالیٰ۔ فان
قلت اذا کان طاقۃ الاختیار
من اللہ تعالیٰ رجع الکلام الی
اول المبحث وصار العبد
مجبورا فی اختیارہ فصار
مجبورا فی افعالہ ولزم الدور۔

لائے تو اگر آدم علیہ السلام مجبور ہوتے تو نافرمانی اور گمراہی کی نسبت انکی طرف کیوں کیجاتی۔ البتہ یہاں پر یہ بات ایک کھٹکتی ہوئی رہجاتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کا کیا مقصد ہے کہ "حضرت آدم حضرت موسیٰ پر حجت میں غالب آگئے"۔ جبکہ ثابت ہو اکہ حضرت موسیٰ کا سوال ٹھیک تھا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب کے کلام کے اسرار کو خوب جانتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں میری پیدائش سے پہلے میرے متعلق جو ارادہ فرمایا تھا وہ ہوچکا اور اسکا وقت گذر چکا۔ اب سوقت تمہاری ملامت سے آخر کیا فائدہ؟

سوال: ہم نے تسلیم کرلیا کہ بندے کو کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے اور یہ بھی مان گئے کہ بندے کا فعل ہی اس جزا کا سبب ہے جو اسپر مرتب ہوگی۔ لیکن خود یہ اختیار کہاں سے آیا اور اسپر طاقت کس نے دی؟

جواب: اس اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کیجانب سے ہے اور یہی معنی ہے ہمارے اس قول کے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے۔

سوال: جب اختیار کی طاقت خداوند تعالیٰ سے ہی ہوئی اور بندہ اپنے اختیار سے مجبور رہا تو اپنے افعال میں بھی مجبور ہوا اس صورت میں دور لازم آجاتا ہے اور پھر ابتدا سے بحث شروع ہوجاتی ہے؟

قلنا ليس الامر كما زعمت
لان الاختيار بمعناه تساوى
الطرفين اعنى الفعل و
الترك فترجيح احدى
الطرفين على الآخر بقصده
وعزمه و استعمال الجوارح
فيما رجحه بقصده عمل العبد
امر تب عليه الجزاء حسب
فعله ان خيرا فخير و ان
شرا فشر ونسبة الاجبار
فى الاختيار اليه سبحانه و
تعالى مجازى - قال الله
تعالىٰ ومن يضلل الله فما
له من هاد - ومن يشاء
يضلله - ويضل الله
الظالمين ويفعل ما يشاء
فنسبة الاضلال اليه تعالىٰ
مجازى بعلاقة الارادة
الازلية واعطاء القوة
والقوت ومن هذا القبيل
قول موسىٰ على نبينا و
عليه الصلوٰة والسلام ان
هى الا فتنتك - ومثاله
ولله المثل الاعلىٰ كما لو رئى

جواب : یہ صورت اس طرح پر نہیں جو آپکے
خیال میں ہے اسلئے کہ اختیار کی معنی ہے دونوں طرف
یعنے فعل اور ترک کا برابر ہونا تو جب ان میں سے ایک
کو دوسرے پر اپنے قصد و ارادہ سے ترجیح دیجائیگی
اور جسکو ترجیح دی ہے اس کی سرانجامی کیلئے اعضاء
بھی کام میں لگائے جائینگے تو یہ بندہ کا عمل ہوا
جسپر جزا موافق عمل بُری یا بھلی مرتب ہو رہی ہے اور
مجبوری کی نسبت جو اختیار میں حق سبحانہ وتعالےٰ
کی طرف کیگئی ہے۔ یہ مجازاً ہے۔ جیساکہ حق تعالیٰ
کا ارشاد ہے جسکو اللہ گمراہ کرے اسکا کوئی رہبر
نہیں۔ اور جسکو اللہ چاہے گمراہ کردے اور اللہ
ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے
ان سب مثالوں میں گمراہی کی نسبت
اللہ تعالےٰ کی طرف ارادہ ازلیہ اور قوت
بخشنے اور رزق دینے کے علاقہ سے
مجازاً کی گئی ہے۔"

اور حضرت موسےٰ (ہمارے
رسول اکرم پر اور ان پر اللہ تعالےٰ
کی رحمتیں اور سلام ہوں) کا یہ قول
بھی اسی قبیل سے ہے۔ کہ یہ تیرا
فتنہ (آزمائش) ہی ہے"

اور اس کی مثال یہ ہے (اور
اللہ تعالےٰ ہی کیلئے اعلےٰ مثال
(صفت) ہے" جیسے کوئی شخص اپنے

ولده والولد عاق لوالده ويعمل الخبائث والوالد مكب على تربيته فيلومه الناس و يقولون له انت اضللته فالوالد وان كان يربيه لكنه لا يرضى بضلالته كذلك ربنا يربينا ولكن لا يرضى بضلالتنا قال الله تعالى ولا يرضى لعباده الكفر قال صاحب الامالية مريد الخير والشر القبيح ولكن ليس يرضى بالمحال ، رجعنا الى اصل البحث فالذى يعتقد المجبورية للعبد و يجيبنا بقوله هذا شيئ قدره الله على قبل خلقى نراه منهمكا فى حصول الرزق جميع عمره لا يفتر عنه ساعة حتى انه لا يفرق بين الحلال والحرام فان عاتبه احد على ذلك الانهماك يقول يا شيخ نحن مامورون بالسعى فى حصول الرزق وهذا العالم عالم الاسباب اوما سمعت

بیٹے کی پرورش کر رہا ہو۔ اور بیٹا اپنے باپ کا نافرمان ہو اور بدکاریوں میں مبتلا ہو اس حال میں بھی باپ اس کی پرورش و تربیت میں بے حد کوشاں ہو۔ اس پر لوگ باپ کو ملامت کریں کہ تم نے اپنے بیٹے کو گمراہ کر دیا ہے باپ اگرچہ اس کی پرورش کر رہا ہے لیکن اس کی گمراہی سے وہ کبھی بھی راضی نہیں۔ اسیطرح سے ہمارا پروردگار ہماری پرورش کرتا ہے لیکن ہماری گمراہی سے کسی طرح وہ راضی نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے راضی نہیں۔ قصیدۂ امالیہ والے فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بھلائی اور برائی دونوں کا ارادہ کرتا ہے لیکن محال سے وہ راضی نہیں"

اب ہم پھر اصل بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو بندوں کی مجبوری کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمیں ہر سوال پر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش سے پہلے ہی لکھدیا تھا" انکو ہم راتدن رزق کے حاصل کرنے میں منہمک پاتے ہیں اور وہ عمر بھر اس طلب سے ایک گھڑی بھی غافل نہیں ہوتے یہانتک کہ اس گرمجوشی میں حلال اور حرام کے فرق کو بھی بالائے طاق رکھدیتے ہیں۔ اب اگر کوئی انہیں اس انہماک پر ملامت کرنے لگے تو بیدھڑک کہدیتے ہیں کہ حضرت! رزق حاصل کرنیکی کوشش پر تو ہم مامور ہیں اور یہ تو عالم اسباب ہے بغیر اسکے چارہ نہیں، اور کیا آپنے نہیں سنا کہ

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا الرزق من ابوابھا و الکاسب حبیب اللہ الی غیر ذلک وما یحصل لہ من الرزق ینسبہ الی سعی نفسہ ویقول انا حصلت کذا انا فعلت کذا ولا یذکر قولہ ھذا شیء قدرہ اللہ علی قبل خلقی یعد نفسہ مجبورا فی الطاعات وترک الواجبات ویعد نفسہ مختارا فی حصول الارزاق حلالہا وحرامہا وان دخل اللص بیتہ لاخذ شیء من مالہ یعادیہ بل یقاتلہ وربما یقتلہ وان سبہ احد یسبہ باغلظ منہ ولا یلتفت الی عقیدتہ انہ مجبور فی دخول بیتہ وسبہ کما ھو بنفسہ مجبور فی ترک الفرائض والھجوم علی ما نھی اللہ تعالی عنہ وھذا غایۃ الحماقۃ والسفاھۃ نسأل اللہ تعالی العفو والعافیہ والاستقامۃ علی منہاج

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرما ہی دیا ہے کہ رزق کی طلب رزق کے دروازوں سے کرو۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ کمانیوالا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ کما لیتے ہیں اسکی نسبت اپنی ہی کوشش کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے یہ چیز کمائی ہے اور میں نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہاں کبھی یہ نہیں کہتے کہ بس اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھا تھا۔ اپنے آپکو عبادات اور واجبات کے ترک میں تو بالکل مجبور سمجھیں لیکن حلال و حرام رزق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کو مختار کل جانیں۔ عجیب حساب ہے۔

اور سنئے! اگر کوئی چور مال اٹھانے کیلئے انکے گھر میں گھس پڑے تو خوب داد شجاعت دیکر اس سے لڑینگے اور جو بس چلا تو گردن مارنے میں بھی دریغ نہ کرینگے۔ اسیطرح اگر انہیں کوئی گالی دے تو اس سے بڑھکر غلیظ گالیاں بکنے لگینگے۔ ایسے مقام پر انکی نظر التفات کبھی اپنے عقیدے کیطرف نہ اٹھیگی کہ وہ بیچارہ بھی گھر میں گھسنے یا گالی دینے میں ایسا ہی مجبور ہے جیسا کہ ہم خود فرائض کے ترک اور محرمات الٰہی پر جھک پڑنے میں مجبور ہیں۔ خود ہی سوچو کہ یہ کس قدر حماقت اور سفاہت ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عفو و عافیت نصیب فرمائے اور اہلسنت والجماعت کے طریقہ پر

اهل السنة والجماعة ونختم
الرسالة بتائية الشيخ
اسماعيل المقري رح قال
رحمه الله تعالى ـ

الى كم تمادى فى غرور وغفلة
وكم هكذا نوم الى غير يقظة
لقد ضاع عمر ساعة منه تشترى
بملء السما والارض اية ضيعة
أترضى من العيش الرغيد وعيشة
مع الملاء الاعلى بعيش البهيمة
فيا درة بين المزابل القيت
وجوهرة بيعت بابخس قيمة
افان بباق تشتري سفاهة
وسخطا برضوان ونارا بجنة
ءانت صديق ام عدو لنفسك
فانك ترميها بكل مصيبة
ولو فعل الاعدا بنفسك بعض ما
فعلت لمستهم لها بعض رحمة
لقد بعتها هونا عليك رخيصة
وكانت بهذا منك غير حقيقة
كلفت بها دنيا كثيرا غرورها
تقابلنا فى نصحها بالخديعة
اذا اقبلت ولت وان هى احسنت
اساءت وان صافت فثق بالكدرة

استقامت بخشے۔"

ہم اپنے رسالہ کو شیخ اسمٰعیل مقری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قصیدۂ تائیہ پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں:-

(۱) کب تک غرور اور غفلت میں پڑے رہو گے اور کب تک ایسی نیند سوتے رہو گے جسکی انتہا بیداری پر نہیں ہوتی (۲) تمہاری ایسی بے بہا عمر ضائع ہو چکی ہے کہ اگر اس کی ایک گھڑی بھی آسمان و زمین بھر کر دیدینے سے خرید سکتے۔ تو اسکو ضائع نہ کہا جاتا۔ (۳) کیا بہترین زندگی اور اس زندگی کے بدلے جو ملاء اعلیٰ کیساتھ ہو چوپایوں کی سی زندگی بسر کرنے پر راضی ہو گئے ہو؟ (۴) افسوس ہے کہ در یکتا کو گندگی میں پھینکا گیا ہے اور جوہر بے بہا کو ادنیٰ قیمت پر فروخت کر دیا گیا؟ (۵) کیا سفاہت اور نادانی سے تم فانی کو باقی کے عوض اور غضب کو رضائے الٰہی کے بدلے اور دوزخ کو جنت کے عوض خریدتے ہو؟ (۶) کیا تم اپنے نفس کے دشمن ہو یا دوست کہ اسکو ہر ایک مصیبت میں ڈالدیتے ہو؟ (۷) اگر تمہارے دشمن تم پر ان مظالم میں سے ایک حصہ بھی کر گذریں جو تم نے اپنے نفس پر کئے ہیں تو انکو بھی ضرور کچھ نہ کچھ تم پر رحم آجاتا۔ (۸) تم نے اپنے نفس کو بہت ہی سستا بیچا ہے اس لئے کہ وہ تمہارے سامنے بیقدر ہے۔ اور در اصل اسکی اس قدر بیقدری کرنا تمہیں شایان اور مناسب نہیں۔ (۹) تم نے اپنے نفس کو ایسی دنیا میں مشغول رکھکر تکلیف دی ہے کہ جس کے دھوکے بیحساب ہیں، اور جو خیر خواہی اور نصیحت کیجگہ بھی غدر اور بدخواہی سے پیش آتی ہے۔ (۱۰) اسکی تو یہ حالت ہے کہ جب وہ سامنے آتی ہے (تو فی الحقیقۃ) اسکی روگردانی ہوتی ہے اور جب بھلائی کرتی ہے تو وہ در اصل اسکی برائی ہوتی ہے اور اگر وہ صاف اور ستھری ہو جائے تو تم اسکے مکدر اور گندہ ہونے پر یقین رکھو۔

(۱۱) وعیشک فیها الف عام وینقضی
کعیشک فیها بعض یوم ولیلة
(۱۲) علیک بما یجدی علیک من التقی
فانک فی سهو عظیم وغفلة
(۱۳) تصلی بلا قلب صلاة بمثلها
یصیر الفتی مستوجبا للعقوبة
(۱۴) تخاطبه ایاک نعبد مقبلا
علی غیره فیها لغیر ضرورة
(۱۵) ولو رد من ناجاک للغیر طرفه
تمیزت من غیظ علیه وغیرة
(۱۶) تصلی وقد اتممتها غیر عالم
تزید احتیاطا رکعة بعد رکعة
(۱۷) فویلک تدری من تناجیه معرضا
وبین یدی من تنحنی غیر مخبت
(۱۸) ذنوبک فی الطاعات وهی کثیرة
اذا عددت تکفیک عن کل زلة
(۱۹) تقول مع العصیان ربی غافر
صدقت لکن غافر بالمشیئة
(۲۰) وربک رزاق کما هو غافر
فلم لم تصدق فیهما بالسویة
(۲۱) فکیف ترجی العفو من غیر توبة
ولست ترجی الرزق الا بحیلة
(۲۲) وما هو بالارزاق کفل نفسه
ولم یتکفل للانام بجنة

(۱۱) (بفرض محال) اگر تم دنیا میں ہزار برس بھی رہو تو وہ بھی اسی طرح گذر جائینگے جیسے تمہارے ایک رات اور دن گذر جاتے ہیں۔" (۱۲) اپنے اوپر پرہیزگاری کو اور ان چیزوں کو جو نفع بخش ہوں لازم کر رکھو اسلئے کہ تحقیق تم ایک بڑی بھول اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔" (۱۳) حضور قلب کے سوا تم ایسی نماز پڑھتے ہو جس سے آدمی اور سزا و عقوبت کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (۱۴) حق سبحانہ و تعالیٰ کو اسطرح پر مخاطب ٹھیراتے ہو کہ "ایاک نعبد" (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں) درآنحالیکہ تمہاری توجہ بے ضرورت ماسوا اللہ کی طرف ہوتی ہے۔" (۱۵) برخلاف اسکے اگر کوئی شخص جو تم سے سرگوشی کر رہا ہے اگر غیر کیطرف منہ موڑ لے تو فرط غیظ و غضب سے تم اسپر برس پڑتے ہو۔" (۱۶) نماز پڑھ رہے ہو اور اس کے ختم ہونیکی خبر ہی نہیں کہ احتیاطاً ایک رکعت کے بعد دوسری بڑھا دیتے ہو۔" (۱۷) وائے تم پر! کہ جس سے تم سرگوشی کر رہے ہو اسکو روگردان سمجھتے ہو اور جس کے آگے تم جھکتے ہو اس جھکنے میں بھی عجز و نیاز سے خالی ہو۔" (۱۸) تمہارے گناہ عبادتوں میں ہی اسقدر کثیر ہیں کہ انکا شمار کرنا ہی کافی ہے دوسرے گناہوں اور لغزشوں کے شمار کی کیا ضرورت ہے۔" (۱۹) تم کہتے ہو کہ گناہوں کی کیا پرواہ میرا پروردگار بخشنے والا ہے۔" ہم کہتے ہیں سچ کہتے ہو لیکن بخشش بھی مشیت اور ارادہ کے بعد ہے۔" (۲۰) تیرا رب تو جسطرح کہ بخشنے والا ہے ایسا ہی رزق دینے والا بھی ہے پھر کیوں ان دونوں صفتوں کی یکساں تصدیق نہیں کرتے ہو۔" (۲۱) جبکہ تم رزق کی امید بغیر حیلہ و جستجو کے نہیں کرتے تو کسطرح اسکے عفو کی امید بغیر توبہ کے کئے بیٹھے ہو۔" (۲۲) حالانکہ باریتعالیٰ نے رزق کیلئے اپنے آپکو کفیل ٹھیرایا ہے لیکن دوسروں کیلئے جنت کا ضامن نہیں بنا ہے

(۲۳) وما زلت تسعیٰ بالذی قد کفیته
وتھمل ما کلفته من وظیفة
(۲۴) تسیئ بر ظنا وحین تارة
علیٰ حسب ما یقتضی الھویٰ بالقضیة

سبحان ربک رب العزة عما
یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للہ رب العلمین۔
اللّٰھم انک تعلم انی
ما اردت بکتابة ھذہ
الرسالة الا الاصلاح
والتصیانة لعقائد
المسلمین فان کان صوابا
فمنک ولک المنة وان
کان خطاء فمن نفسی
واسئلک الھدایة و
التوفیق لما تحب وترضیٰ
وصلی اللہ علیٰ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ وسلم

واما مسئلة الروح
فانہا وان کانت موعودة
فی اول الرسالة لکنی عرضت
عنہا لوجہین۔ الاول قلة

(۲۳) "عجب بات ہے جن امور میں تیری کفایت کر لی گئی ہے انہیں تو تم ہمیشہ کوشاں رہتے ہو اور جن فرائض کی بجا آوری کیلئے تمہیں تکلیف دیگئی ہے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتے ہو" (۲۴) "خداوند تعالے کیسا تھ کبھی تو حسن ظن سے کام لیتے ہو اور کبھی بدگمانی کرتے ہو مقصد یہ کہ ہر ایک بات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہو"

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

اے میرے پروردگار! تم تو جانتے ہو کہ میں نے اس رسالہ کے لکھنے سے صرف اصلاح اور عقائد اہل اسلام کی حفاظت ہی کی نیت اور ارادہ کیا ہے اگر یہ واقعی ٹھیک اور صواب ہے تو میں اس کو تیرے ہی فضل و کرم کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اور تیرا احسان مانتا ہوں۔ اور اگر خطا اور بے جا ہے۔ تو اس کو میں اپنے نفس ہی کی طرف سے جانتا ہوں۔ اور میں تم سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور جن باتوں سے تم راضی ہوتے ہو اور ان کو پسند فرماتے ہو۔ ان کی توفیق چاہتا ہوں۔ و صلے اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وسلم

مسئلہ روح کے بارے میں اگرچہ ابتدائے رسالہ میں وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن دو وجوہ کی بنا پر میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

وجہ اول یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہت ہی

ادراکنا لها و ورود النهی عن بیان ماهیتها. والثانی رایت الاکابر قد بحثوا عنها فی کتبهم کالغزالی رح وغیره من حیث تعلقها بابدان العباد و محلها وتصرفها فی البدن الی غیر ذلك من احوالاتها المعقولة للانسان وقد اشرت الی بعض احوالاتها فی کتابی الاصول الاربعة

وبعضهم افردوا التالیف فی بیان مسئلة الروح ككتاب الروح للشیخ ابن القیم وكتاب باب الفتوح فی احوال الروح للشیخ عبدالهادی المصری وکتاب البرزخ للشیخ التوکلی الهندی وغیرهم. فاکتفیت بتصانیف الاکابر ورایت تکرارها تحصیل الحاصل فان شئت الاطلاع علیها. فعلیك بكتب القوم

بہت ہی کم سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ماہیت وحقیقت کے بیان کرنے پر نہی ومنع بھی وارد ہو چکی ہے۔"

وجہ دوم یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ کا بحث کیا ہے۔ جیسے امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ لیکن اس حیثیت سے کہ ابدانِ عباد کے ساتھ روح کو کیا تعلق ہے۔ اور اس کے محل اور اس کے تصرف کو جو بدن میں ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے۔ مقصد یہ کہ یہ اور ان جیسے وہ حالات جو انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں، انہوں نے لکھ دیئے ہیں جن میں سے بعض حالات کی طرف میں نے اپنی کتاب "اصول اربعہ" میں بھی اشارہ کیا ہے۔

بعض بزرگوں نے تو اس مسئلہ پر جداگانہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جیسے شیخ ابن القیم کی کتاب "الروح" اور شیخ عبدالہادی مصری کی کتاب "باب الفتوح فی احوال الروح" اور شیخ توکلی ہندی کی کتاب "البرزخ" وغیرہ۔ اس لئے میں نے انہی کی تصانیف کو کافی سمجھا۔ اور اس مسئلہ کو پھر دہرانا تحصیل حاصل جانا۔ اگر تم اس مسئلہ کے جاننے کا شوق رکھتے ہو تو انہیں کی کتابیں دیکھو۔

رزقنا الله وایاك الاستقامة
على الطريقة المنجية المرضية
والسلام على من اتبع الهدى
وانا العبد الفقير محمد حسن
الفاروقي احسن الله حاله ومآله سنه ۱۳۴۹ھ

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں نجات دہندہ
اور پسندیدہ طریقہ پر استقامت بخشے۔
والسلام علی من اتبع الهدیٰ
میں ہوں فقیر محمد حسن فاروقی۔ اللہ تعالیٰ
اس کی دنیا وآخرت کو بہتر بنائے سنہ ۱۳۴۹ھ

تقریظ

علامۃ الدہر رئیس العلماء (۱) مولٰنا عبد الباقی صاحب همایونی قاضی بلادِ سندھ وبلوچستان

من خطه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

سبحان من خلق الانسان وعلمه البيان وجعل قلوب العلماء رياضا تفلح انوارا وازهارا۔ وامطر عليها من سحائب فيوضه غيثا مدرارا۔ فنحمده على نعمائه سرا وجهارا ونشكره على الائه اعلانا واسرارا۔ ونصلي على سيدنا محمد الذي اصطفاه من بنعة العرب اصطفاء واختيارا۔ وعلى اله واصحابه الذين جعلهم ابرارا واخيارا۔ وبعد فاني رأيت رسالة مسماة بطريق النجاة كانهار وصفه اغرست دوحا واشجارا۔ وحديقة تراكمت افنانا واثمارا۔ فقلت۔ هذا الكتاب لنقشه ومداده كثبان مسك ريحه يتنشق قرطاسه كالياسمين نضارة۔ كواسه دتر حكاها

المنطق طالعة والعین منه قریرة والقلب من فرط الصبابة تحقق من حسنه وجماله وبهائه لمعان فضل کالکوکب یشرق کیف لا وهو من بین الأعیان افکار من فاق فی الفصاحة والبلاغة واقرانه العلماء بالبراعة والذکاوة اجمع الفصحاء علی کماله۔ واتفق الفضلاء علی حسن خصاله وهو الحبر النحریر والغیث المطیر والبحر الغزیر والسیدع الکبیر الماهر فی العلوم الشرعیه والواقف فی الفنون الادبیة العارف بالله العلیم والعالم بقواعد الدین القویم سیدنا وسندنا حضرة الخواجه محمد حسن جان المجددی مدظله العالی اللهم متع المسلمین ببقاء ذات ذاک العلام انفعهم من تصانیفه المقبولة عند الخواص والعوام بحرمة حبیبک سید الانام علیه وعلی اله واصحابه الصلوة والسلام۔
وانا الفقیر عبد الباقی الهمایونی عفا الله عنه۔

(۲)

حضرت راس الفضلا، علامة العصر مولٰنا محمد حسن صاحب سجادہ نشین درگاہ کنپا شریف و مفتی بلوچستان

بسم الله الرحمٰن الرحیم

حمد الک اللهم بما سبغت علینا من نعمائک العلیة وافضت علینا من آلائک السنیة وصلوة علی من ارسلته رحمة الناس کافة وعلی اله واصحابه الذین هم اخیار البریة۔ وبعد فقد طالعت رسالة کانها حدیقة ذات بهجة او روضة من ریاض الجنة بترتیب وتهذیب رشیق بمعان کثیرة ولفظ وجیز ولیس هذا بعزیز فانها من تالیف من رقا بذهنه الصائب الی السماک وبلغ الغایة القصوی فی الادراک

فاق علی المصنفین بالفصاحة والبلاغة وحاز قصبات السبق فی مضمار البراعة شیخ الاسلام وامام الانام حضرة الخواجہ محمد حسن جان الفاروقی السرهندی ما برحت اقمار فضله ساطعه ونجوم فیضانه لامعه بحرمة سید الاولین والآخرین علیه صلوٰة الله وسلامه وعلی آله واصحابه اجمعین وانا الفقیر محمد حسن الکتیاری تجاوز عنه الله الباری ؛

(۳)

سراج العلماء نبراس الاتقیاء الفقیه المشهور والبحر المبرور مولنا المولوی محمد قاسم المتوطن فی گڑھی یسین

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلی آله واصحابه الذین صدقوا وعده ووعده وبعد فانی طالعت رسالة عجیبة مسماة بطریق النجاة مشتملة علی اللطائف والنکات صنفها العالم الربانی والعارف الحقانی البحر الزخار والغیم المدرار شیخ السنة وممیت البدعة وهو الذی طفئت بشموس فضله سرج الجهالة والضلالة واضمحلت فی عصره دیاجیر الغباوة والغوایة وانیطت علیه عمائم الفضل من بذ الشعور وانیخت لدیه مطایا الکرام فی العشی والسحور اجمع الفصحاء علی فصاحته اجماعا واتبع الفضلاء بسنته اتباعا سیدنا وسندنا حضرة الخواجہ محمد حسن الفاروقی المجددی لا زالت شموس فیوضه بازغة واقمارا فاضته لامعة فبادروا ایها الطلاب الی اقتناء نخائر هذا الکتاب فانه حاو علی تحقیقات عجیبة وتدقیقات غریبة قاطعة ینشط بفهمها التعبان والکسلان فان بقی بعد ذلک ارتیاب لقوم یجحدون فبای حدیث بعده یومنون وانا المصدق

الفقیر محمد قاسم المتوطن فی کرّڑھی یسین ضلع سکھر السند عفی عنہ

(۴)

العبد الضعیف الراجی رحمة ربہ الغنی محمد ابراہیم الیاسینی عفا عنہ اللہ العلی ناظم جمعیة احناف صوبہ سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا من ابدعت الخلق بفضلک العمیم وخلقت من بینہم الانسان فی احسن تقویم وجعلت فیہم حبیبک الکریم علی خلق عظیم وعلمتہ علم الاولین والاٰخرین علیہ صلوتک وسلامک وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین مادارت السمٰوات ومھدت الارض الی یوم الدین امّا بعد فرأیت رسالة عجیبة لہدایة اھل الزمان ومضامین غریبة لارشاد من مال طبعہ الی الغی والطغیان مسماة بطریق النجاة فانہا وسیلة لفلاح الذین وذخیرہ فی الحیوة وبعد الممات مبانیہا کانہا الیاقوت والمرجان ومعانیہا لم یطمثہن انس من قبل ولا جان ان کنت تبغی سبیل الرشد فی الحیوة فاشف العلیل بما فی طریق النجاة واکحل بتوضیحہ عین البصیرة والزم علیک الحق بحسن الثبات وللہ در من انشأ حدائقہا وحقق بالغوص العمیق حقائقہا وھو الامام الہمام والبحر القمقام واقف الاسرار الحکمیة جامع الانوار القدسیة حافظ ملک الکلام حاج بیت اللہ الحرام حکیم امة سید المرسلین شیخ الاسلام والمسلمین سیدی وسندی ملاذی ومعتمدی حضرتنا محمد حسن الفاروقی المجددی صاحب سجادہ مجدد الالف الثانی لازالت شموس فیضہ بازغة علی الاقاصی والادانی فہلموا یا اھل النہی لمطالعة ھذہ الصحیفة العظمیٰ وتعالوا

یا اهل الحجی لتناول هذه الهدایة العلیا و انا المؤید الراجی رحمة ربہ الغنی محمد ابراهیم الیاسینی عفی عنہ الله العلی المدرس الاول بالمدرسة العربیة الواقعة فی جیکب اباد سندھ ۔

(۵)

فاضلِ اجلّ عالم اکمل مولینا مولوی محمد محسن شاہ صاحب مدرّس اوّل مدرسہ عربیہ شہر پٹ میانہ صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الی الحق و الصواب و الصلوٰة و السلام علی سیدنا صاحب جوامع الکلم و فصل الخطاب اما بعد فذلك ایها الساری للحق والجائی الی الرشد الاحق هذا النبراس الذی فیہ نور و هدی للناس اعنی رسالة معظمة مفخمة مسماة بطریق النجاة قد الفها العلامة النحریر محرز قصبات السبق فی التقریر و التحریر العالم الالمعی و الفاضل اللیلمعی مجمع الفضائل منبع الفواضل غصن روضة السماحة و البلاغة ثمرة دوحة اللسن و الفصاحة من العرفاء العظام والمشائخ الکرام اعنی سیدنا الحضرت الخواجہ محمد حسن جان السرهندی المجددی ابقاه العلی القوی الذی کان غوامض الاسرار بالنسبة الی ذهنه الوقاد هنیة و نتائج الافکار بالاضافة الی طبعه النقاد بینة و نعم ما قیل فیہ لو لم یدل الوهم صیت جلالہ ما خیل طیف خیال سامی حالہ بکمالہ فی الاوج بدر کامل بحر محیط زاخر بنوالہ . فی کل علم عالم متبحر فی فن حلم عالم بجبالہ سحبان حیٌّ فی فصاحة لفظہ معن بلیغ البخل فی افضالہ ۔ انا الفقیر الراجی الی رحمة الله محمد محسن علی الهاشمی عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ

من فت میانصاحب ۰

(۶)

عالم لوذعی فاضل یلمعی مولنا المولوی عبد النبی شاہ صاحب امام وخطیب جامع مسجد حبیب اباد ۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ وعلی الہ وصحبہ الذین جاھدوا فی سبیل اللہ اما بعد فقد رأیت رسالۃ عجیبۃ وعجالۃ غریبۃ مسماۃ بطریق النجاۃ فقد صنفہا من ھو وارث الانبیاء بمصداق صحیح واصفی العلماء بفضل صریح سراج امۃ سید المرسلین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الخواجہ محمد حسن جان الفاروقی المجددی مد اللہ ظلہ العالی انا الفقیر الراجی الی رحمۃ اللہ سید عبد النبی شاہ عفی عنہ

(۷)

زبدۃ الفضلا عمدۃ العلماء مولنا المولوی عبد الحی صاحب سجادہ نشین درگاہ پٹ میانصاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نخصک اللھم بالحمد والثناء علی ما فضت علینا من النعما ونصلی علی حبیبک سید الانبیاء وعلی الہ الاتقیاء واصحابہ الاصفیاء اما بعد فیا اھل النکات تعالوا الی طریق النجاۃ فانہ یوصلکم الی ثمرات المناجاۃ وقد اوجدہ اکمل الکملاء افضل الفضلاء البارع الذی ال الیہ کل شیخ وشاب والکامل الذی أب الیہ جمیع اولی الالباب ھادی الناس الی رب الاناس مولانا ومقتدانا حضرت الخواجہ محمد حسن جان الفاروقی السرھندی المجددی زین سجادۃ الامام الربانی فخر خلف مجدد الالف الثانی علی

اللہ تعالٰی مقامہ واتم مرامہ امین۔ وانا الفقیر عبدالحی عفی عنہ اللہ العلی صاحب سجادۂ خانگاہ پت شریف۔

(۸)

فرید الدہر وحید العصر فصیح اللسان بلیغ البیان مولانا صاحبزادہ صاحب سلطان کوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً لك اللّٰهم على ما انعمت علينا بلطفك القديم وصلوة على من ارسلته الينا وسميته بالرؤف الرحيم وعلى اله واصحابه الذين هم حماة الدين القويم اما بعد فقد طالعت الرسالة المسماة بطريق النجاة فرأيتها كاسمها وسيلة للنجاة من النيران والفوز فى حدائق الجنان فعلى الله اجر مصنفها على العلام هادى الانام الى سبيل السلام قدوة الاولياء العارفين امام العلماء المتقين حامل الراية فى ميدان التحقيق حائز قصبات السبق فى التدقيق شيخ الاسلام والمسلمين وارث مقامات الانبياء والمرسلين حضرتنا المخواجه محمد حسن الفاروقى المجددى اعز الله بوجوده الاسلام واناض سجال جوده على الخاص والعام وانا المصدق الفقير صاحبزاده غفرله رب العباد۔

(۹)

جامع المعقول والمنقول واعظ الاسلام مداح سید الانام المولوی محمد سلیمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا ومصلیًا اما بعد فقد رائیت الرسالۃ المسماۃ بطریق النجاۃ فوجدتہا کانہا بحر مملو من الدرر البھیۃ وحدیقۃ متبسمۃ بالزھر الزھیۃ کافیہ نہدایۃ الانام مفیدۃ للخاص والعام وقد الفھا الامام شیخ الاسلام غوث الانام قدوۃ علماء الاعلام مجمع الفضل والکمال مرجع اھل المعارف والحال ذو الکرامات الظاھرۃ والمقامات الفاخرۃ منبع الانوار الباھرۃ والاثار الزاھرۃ حکیم الامۃ محی السنۃ مولٰنا ومقتدانا حضرت الخواجہ المجددی لازالت بدور برکاتہ طالعۃ وشموس ھدایاتہ ساطعہ۔

وانا المفتقر الی اللہ المنان محمد سلیمان واعظ الاسلام

عفی اللہ العلام

(۱۰)

حضرت مولانا الفاضل لکامل العالم العامل المولوی الحاج الحافظ حضرت میاں لعل محمد صاحب ساکن مٹاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی الی طریق النجاۃ ھدانا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی الی سواء الصراط دعانا وعلی الہ واصحابہ الذین ھم نجوم الاھتداء فاقتدانہم کفانا اما بعد فانی قد طالعت رسالۃ عجیبۃ غریبۃ وصحیفۃ شریفۃ نظیفۃ مسماۃ بطریق النجاۃ ھل ھی الا عین النجاۃ فاسمھا موافق للمسماۃ من حفظھا وعمل بھا فقد نجی ھدی ومن ترکھا ولم یعمل بھا فقد

غوی و هوی و هذه رسالة مشتملة علی الدرر البهیة والغرر الزکیة وعلی اللطائف الحقانیة والنکات الربانیة وعلی الاسرار القرآنیة ورموز الاحادیث النبویة وعلی المسائل الشرعیة و المعارف الالهیة فعلیکم ان تعضوا علیها بالنواجذ ولله در المصنف الذی هو البحر الزخار والغیث المدرار العالم الربانی محی السنة ماحی البدعة شمس العلماء و تاج الکملاء صدر الفضلاء والاتقیاء بدر الصلحاء والاولیاء امام العارفین قدوة الواصلین جدیر لان یکتفی فی حقه علی ما اورده العلامة التفتازانی الی لایدرک الواصف المطری خصائصه وان یک واصفا فی کل ما وصفا متع الله المقتبسین بطول بقائه و دوام ظهور ارشاده حیث افاد واجاد فی الرسالة بجمیع طرق النجاة المفیدة للخاص والعام المعینة للکلمة الطیبة لدی الاختتام الحمد لله رب العالمین الی یوم القیام"

انا المصدق الفقیر الی رحمة الله الصمد لعل محمد المتغلوی صانه القوی عن ذنبه الخفی والجلی

(۱۱)

الفاضل الاجل المولوی الحاج عبدالقیوم مدرسه العربیة فی ننده سائیندااد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لمن هو مکرم الانسان ومعلمه علم البیان ومهدیه طریق النجاة والکفران والصلوة علی من هو المنقذ من النیران والشفیع المشفع یوم المیزان وعلی آله واصحابه الذین هم

کالنجوم لاھل الایمان اما بعد فانی قد قرأت ھذا الکتاب المستطاب من اولہ الی اخرہ وطالعت ما فیہ من نکاتہ واسرارہ فوجدتہ منطقا بالحق ومصدقا لما نطق بالصدق وصراطاً مستقیما الی الجنۃ وطریقا ناجیا للانس والجنۃ فمن اخذ بہ وعمل علیہ اھتدی ونجی ومن اعرض عنہ وانکرہ ضل وطغی لانہ خلاصۃ ما انزل من الرحمٰن وزبدۃ ما ورد من سید الانس والجان فلاتزمہ یا ذا الحجی فانہ یجلوا العمی ولن تری مثلہ من المؤلفات مشتملا علی جمیع الکمالات کیف لا ومؤلفہ ھو الجامع بین الشریعۃ والحقیقۃ قیوم الزمان مرجع الانس والجان بحر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ معدن الفیوض الربانیۃ برھان الملۃ والدین قاطع اعناق الملحدین سیدنا ومولانا ومرشدنا ادام اللہ تعالی فیوضھم وبرکاتھم علینا فھلموا ایھا الناس الی ھذا النبراس فھو اساس الدین واستیزوا منہ قلوبکم لتفوزوا برضاء الرحمان یوم یقوم الناس لرب العالمین والسلام اولا واخرا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

العبد الحقیر المھموم عبد القیوم عفا اللہ عنہ المدرس فی نشندہ سائیں داد صانہا اللہ عن الشرور والفساد۔

(۱۲)

مولانا الفاضل العارف الکامل مولوی لعل محمد صاحب الافغانی مدرس العربیہ فی کوئٹہ بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الخلق فرقا وشیعا بعد ان کانوا علی ملۃ واحدۃ لیحق الحق بکلماتہ ویدحض الباطل دحضۃ کاملۃ والصلوۃ علی صفوۃ

الانبیاء و نخبة النجباء ارسله لیظهره علی الدین کله ولو کره الکافرون وعلی آله واصحابه الذین سلکوا طریقة وبهدیة هادون -

اما بعد فقد وصل الینا کتاب طریق النجاة و التبصیر و توأمته رسالة التنویر فی مسئلة التقدیر طالعتهما فوجدتهما روضتان بل لمن خاف مقام ربه جنتان افنانهما الکلمات الفصیحة والبلیغة وان وانهما بعینان تجریان من بحور ادلة العقلیة والنقلیة و ثمارهما التخلیص من العقائد الفضیحة الشنیعة تحتویان علی صحیح معتقد فرقة الناجیة ورد شبهات فرق النارية خصوصا ان الملاحدة الدهریة فهما کاسمهما طریقا نجاة وتنویر لاسیما فی زمان صار مصابیح الاسلام طافئة و اعلام الکفرة رافعة والناس کالنتیجة للاخر الارذل تابعین فصار و امنهمکین فی عادات المخالفین ثم متاثرین لعقائد المشرکین حتی صار الاسلام غریبا کما نطق به الصادق الامین فعلیکم ایها الناس ان تعضوا علیهما بالنواجذ لان الزمان بمثله لبخیل کیف لا وهی من فرائد اللآل لمولانا وبالفضل اولنا جامع اشتات الشریعة والحقیقة مانع بدعات العقد بمرد الحدیثة الثمر الفائق فی الدوحة العلیة النقشبندیة والنخل الباسق فی حدیقة الفاروقیة المجددیة مولنا الحاج حضرت محمد حسن حفظه الله عن موجبات الکسل والحزن والحرج بان یقول فیه الالسن اوتی الفضل والتقی طرا ذاك فضل الاله من نعمات حاط طبعا مکارم الاخلاق ناطقا بطبع افصح الکلمات لم یزل شغله بعلم الدین لم یضیع ساعة من الساعات فاهتدی الخلق باستقامته واستنارت بنوره الظلمات ناصر الشرع مقتدی الاسلام ناشر الدین جامع الاشتات ما رأینا مثله احدا دافع الشك بالیقینیات رب ادخله

جنۃ الماوی خالدا فی القصور والغرفات وانا الفقیر الحقیر
لعل محمد حفظہ اللہ عن موجبات لغی والنکد وکان سواد
ھذ البیاض بثالث عشر شہر محرم الحرام سنہ الف
وثلثمائۃ وخمسین من ھجرۃ خیر الاولین والآخرین علیہ وعلی
آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات " لعل محمد بقلم خود۔

(۱۳)

مولٰنا الفاضل الالمعی حضرت محمد نور بخش الحنفی النقشبندی التوکلی

مصنف تحفہ شیعہ واقوال الصحیح وکتاب البرزخ و
شرح قصیدہ بردہ بزبان عربی وغیرہ من تصانیف المفیدہ
سلمہ ربہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا
ومولٰنا محمد وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ امابعد
فقد طالعت الرسالۃ الوجیزۃ الموسومۃ بطریق النجاۃ
للعالم التربانی الخواجہ محمد حسن الفاروقی المجددی زین سجادۃ
الامام الربانی مجدد الالف الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوجدتھا
مشتملۃ علی اھمات مسائل الکلام والفقہ والتصوف المشار الیھا
فی حدیث جبرئیل علیہ السلام الفھا المصنف العلام علی
اسلوب جدید لاتستوعرہ الافھام واتی فیھا بالبراھین
النقلیۃ والدلائل العقلیۃ علی اثبات العقائد الصحیحۃ مع الرد

البلیغ علی الفرق الضالة لا سیما الدهریة والروافض والخوارج والوهابیة الهندیة وتیهها الرسالة الاخری له ایضا المسماة بالتنویر فی بیان مسئلة التقدیر. لله دره حیث اوضح مسئلة اهل السنة والجماعة فی تلک المسئلة المشهورة. واستدل بنصوص الکتاب علی ان الصراط المستقیم بین القدر والارجاء فجزی الله عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء. هذا ومطالعة کلتا الرسالتین نافعة جدًّا لاصلاح العقائد والاعمال. فی هذا الزمان البدع والفتن والضلال.

اللّهم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر وصلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا ووسیلتنا فی الدارین محمد وعلی اله واصحابه اجمعین.

کتبه العبد الاسیر بذنبه الغافل عن عیوبه الراجی رحمة ربه محمد نور بخش الحنفی النقشبندی التوکلی. چک قاضیان

۱۱ ربیع الثانی سنه ۱۳۵۰ھ

صحت نامہ طریق النجات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	٥	سرکار	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم	٣٨	١٨	مخفوظ	محظوظ
٥	٢٢	بجتہ	پختہ	٤٠	٥	پڑھے	پڑھی
١٠	١٢	نظیفۃ	نطیفۃ	٤٣	٣	بعینہا	بعینہا
١١	١١	السیمات	التسلیمات	٤٣	١٤	فلیعمن	فلیعلمن
١٥	١٥	ماموم	مأمومۃ	٤٦	٢	عظم	عظیم
١٧	١٠	وللسبب	والمسبب	٤٦	٣	بتنیم	بتنعیم
٢١	٢١	وخلیق	وتخلیق	٤٦	١٠	حنود	جنود
٢١	٢٢	وطیر	وطیرانہ	٥٢	٢١	رسولہ	ورسولہ
٢٢	١٣	بمعاونۃ	بمعاونتہ	٥٢	٢٣	الیہ	الیہم
٢٣	١٥	اور جنتُ دوزخ	جنت اور دوزخ	٥٣	١	واولئک	فاولئک
٢٥	٣	تاثیر	تاثیرات	٥٤	١	بانہ	بانہم
٢٦	٩	الاختیاد	الاختیار	٥٦	٣	بالقرآن . .	بالقرآن اور نزل
٢٩	٨	الکروی	کروی				السکینۃ علیہم
٢٩	٢٣	حجہ	حجر				بالقرآن
٣٣	٢٠	لتوکیب	الترکیب	٥٦	٢١	ذریۃ	ذریتہ
٣٨	١	الشفاعتہ	الشفاعۃ	٥٦	٢٢	اور	اور یہ
٣٨	٢٠	خیو	غیر	٥٩	٣	علی المعاراب	علی المعاطب
٤٠	١٩	حقایقہا	حقایقہا	٦٧	٢٣	البلاد المجاریۃ	البلاد والمجاریۃ
٤٠	٢٣	قدرہ	قدرۃ علیک	٧٢	٨	آخر	اُخر
			قبل خروجک من	٧٢	١٠	فیتعون	فیتبعون
			بطن الأم	٧٣	٢٠	دوی	ردی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۷	۱	من بعد	من بعدی
۷۷	۱۳	عنقة	عنقه
۸۰	۱۹	بدور	یدور
۸۷	۲۰	ونبأ	وبناء
۹۲	۱۱	دلیمانک	ایمانک
۹۴	۱۵	وانذرت	وان نذرت
۹۶	۱۲	بالتسبتین	بالتسلیمتین
۹۶	۲۱	کبت بی	کتبت لی
۹۷	۱۵	محیاتی	محیای
۹۸	۱۴	امام	الامام
۹۸	۱۸	اظهر	انظهر
۱۰۰	۱۴	فدلك	فذلك
۱۰۰	۷	اور اور	اور
۱۰۱	۲۳	فادا	فاذا
۱۰۳	۹	ترتیب لے	ترتیب کے
۱۰۵	۵	اخر	اُخر
۱۰۶	۲۱	تقریر	تقریر
۱۰۹	۲۶	طواف کے	طواف کی
۱۱۰	۱	بالموہرۃ	بالمروۃ
۱۱۰	۵	فاہرنا	قاہرنا
۱۱۰	۶	حاصرا	حاسرا
۱۱۱	۷	ور	اور
۱۱۴	۱۳	یکنزون	یکنزون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۶	۳	لما	کما
۱۲۰	۹	لی	فی
۱۲۰	۲۰	بطیفه	لطیفة
۱۲۶	۱۳	فاذا	ماذا
۱۳۱	۱۲	بالقطعیة	بالقطیعة
۱۳۲	۹	وادفی	وادی فی
۱۳۲	۲۳	اخرین	داخرین
۱۳۳	۲۰	جوانز	جواظ
۱۳۴	۹	ہیں	x
۱۳۴	۹	دور اندیشیاں اور	دور اندیشیاں ہیں اور
۱۳۶	۱۷	یہ معنے ضمنی	یہ ضمنی
۱۳۷	۱۵	پونخی	پونجی
۱۳۸	۲۰	العواقق	العواتق
۱۴۵	۲۳	بتوبته	بتوبة
۱۵۳	۱	ماجنمعا	مااجتمعا
۱۵۷	۲۱	کردیا ہیں	کردیا میں نے
۱۶۰	۱۷	قصور	تصور
۱۶۵	۲۳	وہوسکتاہے	ہوسکتاہے
۱۶۸	۱۳	الانه	لانه
۱۶۸	۱۹	وفی	فی
۱۶۷	۱۹	طلبک	وطلبک
۱۹۰	۱۰	جاجة	حاجة
۱۹۰	۱۳	من لایستطیع	من لایستطیع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			ان یرفع حاجة
			من نفسہ فکیف
			یستطیع ان یکون
۱۹۰	۱	لہ عنہ	x
۱۹۲	۱۰	کبیرہ	کبیرة
۱۹۳	۱۰	طرف سے	طرف
۱۹۳	۱۹	صت	صورت
۱۹۳	۲۰	پکڑ گے	پکڑینگے
۱۹۳	۲۲	رے	بندے
۱۹۳	۲۳	اس لئے نہ	اس لئے خیرہ
۱۹۵	۱۹	رہنا	رہا ہ
۱۹۷	۱۹	ماب	باب
۱۹۷	۹	اندازہ نہیں	اندازہ نہیں کیا
۲۰۷	۲	یقتضیات	یتضاف
۲۰۷	۲۰	کل شیٔ	یتسند کل شیٔ
۲۰۹	۱۸	جمالیہ	جلالیہ
۲۱۲	۵	ان اصروت	ان اردت
۲۱۳	۱۲	بایدیہم	ایدیہم
۲۱۷	۱۳	او	و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۷	۱۹	یسئلک	یسلک
۲۲۲	۲	بیابلک	بیابلک
۲۲۲	۹	کسی طرح	کس طرح
۲۲۲	۹	کس	کسی
۲۲۹	۱۳	قضول	فضول
۲۳۳	۱۳	قایل	قال
۲۳۸	۷	بالامر واص	بالاوامر
۲۳۸	۶	چیز	چیزے
۲۴۰	۲۰	تقدیرہ...	تقدیرہ علی
			قبل خلق قال
			باربعین عاما
			قال فتلومنی
			علی
۲۴۵	۱۰	فی اطاعات	فی ترک
			اطاعات
۲۴۵	۱۵	سیہ	ستبہ
۲۴۸	۲۳	وجمعین	نوجمعین
۲۵۰	۲۳	,وکما قال	۹
		صلی اللہ علیہ	
		وسلم	

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ؟

شمعِ مذہب و ملت کو بجھانے کی غرض سے الحاد و زندقہ اور کفر و بیدینی کی جو
خوفناک آندھی چل رہی ہے۔ کوئی قلب نہیں جو اسے محسوس کر رہا ہو لیکن ظاہر ہے کہ فقط احساس
کافی نہیں تاوقتیکہ اس طوفانِ بیدینی سے بچنے کی تدابیر اختیار نہ کیجائیں۔ اسلام اور اہلسنت
کا لباس پہنکر غارتگرانِ مذہب اور دشمنانِ ملت حق اور باطل کو ملتبس کر رہے ہیں۔ پھر اے
پرستارانِ حق! کیا آپ اسی طرح نچلے بیٹھے رہینگے؟ آپ اعلاء کلمۃ اللہ کے فرض
سے کب تک غافل رہنے کا تہیہ کر چکے ہیں؟ بیدار ہوجیئے اور ہفتہ وار

اخبار **الفقیہ** امرتسر

کی خریداری قبول فرمایئے جسمیں مذہب حنفیہ اہلسنت کی صحیح اور سچی تعلیمات شائع ہوتی ہیں
اندرونی اور بیرونی مخالفین وہابی غیر مقلد، شیعہ، مرزائی، عیسائی، آریہ وغیرہ کا رد اس
خوبی سے ہوتا ہے کہ پرستارانِ باطل مبہوت ہو کر رہجاتے ہیں یقین نہ ہو تو آج ہی ہم سے
ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر **نمونہ مفت** طلب کیجئے **قیمت** سالانہ بذریعہ وی پی للعہ بذریعہ منی آرڈر
للعہ ششماہی بذریعہ وی پی عہ بذریعہ منی آرڈر عہ۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر ہفتہ وار اخبار "الفقیہ" امرتسر**

صحت نامه اصول اربعه

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
١	١٩	دمشرکین	مشرکین	[illegible]	٣	احکام فقه	احکام الفقه
٢	٥	نه پس	پس	٤٥	٨	وسلم	وسلم باشد
٢	٦	درا	در	٤٦	٩	پس چونکه	پس
٤	١٢	میعاد	معیار	٤٦	١٢	ملائکه	ملائکه است وتقرب ملائکه
٤	٢٠	وعبد	ویا شیخ عبدالقادر	٥٢	١٦	واقوال سلف صالحین	.
٤	٢٠	دچهارم	وچهلم	٥٣	١٨	بهم	لهم
٥	٧	وهدایت اهل عرفان	.	٥٥	٦	وکیف فی	وکیف
٨	١٨	اجزای	جزای	٥٦	١٧	عدم الشعورنا	عدم شعورنا
٩	١٢	می آمد	می آید	٥٧	٥	حضر	خضر
١٣	٢	بجهر	کجهر	٥٧	١٠	بسنة	لبنة
١٣	١٥	قراری	فزاری	٥٧	١٥	حضر	خضر
١٨	٢	تف	یف	٥٨	١٣	فاذا وصلنا	فاذا وصلنا
٢٢	٦	بجبر توبه	یجبر توبه	٥٩	١	بجمل	یجمله
٣٥	١١	برطبق	برطبق	٥٩	٢	ثیاب	بباب
٣٥	١٨	تبرک	اتبرک	٥٩	٧	تقربوها	مقربوها

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۲۱	مدالمبصر	مدالبصر	۹۶	۵	بقدر	یقدر
۹۲	۶	لرابع	ربیع	۹۶	۱۴	بابریر	یاجریر
۹۲	۱۴	تلقفطا	تلقفا	۹۶	۱۲	ابوانا	ابوابا
۹۷	۹	ولاتنکلوا	ولاتنکلوا	۹۸	۱۸	متوبة	مبتوبة
۹۷	۱۶	طغی	طغی	۱۰۶	۷	المالکبة	المالکیة
۷۲	۱۰	منہ	من	۱۱۴	۵	وبازدیگر	وبعض دیگر
۷۲	۱۳	سلیمان	سلمان	۱۱۵	۱۴	نقلی	نقل
۷۲	۱۴	استود	ستودعک	۱۱۷	۶	تفرق	وتفرق
۷۳	۸	الترذی	للترمذی فی	۱۱۶	۱۱	آیہ	آنکہ
۹۲	۳	ابوالمرثد	ابوالموثد	۱۱۶	۲۱	امت	است
۹۲	۱۵	وکنیة	وکنیتہ	۱۱۶	۹	واو	داد
۹۰	۴	وری	روی	۱۱۹	۱۴	ستعل	مستعمل

کتاب اصولِ اربعہ کے
ملنے کا پتہ :-

حضرت خواجہ عبداللہ جان صاحب ۔ درگاہ ٹنڈہ سائیں داد ڈاکخانہ
ٹنڈہ محمد خان ضلع حیدرآباد (سندھ) ۔